UnEven Page Numbers Within The Book Only

UNIVERSAL LIBRARY
OU_226196
UNIVERSAL LIBRARY

قَالَ اللّٰهُ تَعَالیٰ وَقُولُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا الآیة

چون نص مزبور مخبر ست از مطلوبیت کلمات حسنہ تکلماً بالمطابقة

واستماعاً واشاعةً بالالتزام وکراسہ

مزید المجید

سنہ ۱۳۴۸ھ

کہ حصہ ایست از ملفوظات

سراج الملة حکیم الامة ماحی البدعة محی السنة زبدة السالکین قدوة

العارفین حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب مدظلہ

مصداقی بود از ہمچون کلمات حسنہ

بنا بر علیہ احقر محمد عثمان تاجر کتب دریبہ کلاں دہلی

باہتمام خود

در مطبع محبوب المطابع دہلی طبع کنانیدہ شد

قیمت فی جلد

مسائل السلوک مع رفع الشکوک

یہ کتاب علم تصوف کے جواہرات کا بے بہا خزینہ اور دریائے معرفت میں شناوری کرنے کا عمدہ سفینہ ہے متبع شریعت کیلئے نایاب تحفہ اور سالک طریقت کیلئے بیمثل رہنما ہے ہمت افزائے اہل سلوک و دافع شبہات و شکوک ہی اسرار و معارف کی کان ہی شریعت کی روح اور طریقت کی جان ہے مخالفین کے لیے اتمام حجت ہی اور محبین کے لیے موجب ازدیاد محبت ہی اسکی ہر سطر مدلول آیت قرآنی اور ہر لفظ مصدر کیفیت روحانی ہی۔ پس کہاں ہیں علم تصوف پر نکتہ چینی کرنے والے اور کدہر ہیں شریعت کو طریقت جُدا بتانیوالے وہ آئیں اور مسائل السلوک کا مطالعہ کر کے اپنی غلطی پر متنبہ ہوں انشاءاللہ تعالیٰ ہر ایک مسئلہ پر آیت قرآنی سے استدلال دیکھکر انکو واضح ہوجائیگا کہ شریعت عین طریقت اور طریقت عین شریعت ہے۔ اِن دونوں میں تفریق کرنا اور ایک کو دوسرے کے غیر بتانا سراسر بے دینی و جہالت ہے قیمت اصلی تین روپے چار آنے (سہ ۴ر)

خلاصہ سائنس اور اسلام

اُردو زبان میں یہ پہلی کتاب ہے جو دینیات کی جامعیت کے ساتھ سائنس و طبعیات کا پہلو لیے ہوئے ہے یہ کتاب زیادہ تر اُن تعلیم یافتوں کے واسطے تالیف کیگئی ہے جو علوم مروجہ کے اثر سے متاثر ہوکر شبہات میں مبتلا ہوجاتے ہیں یہ کتاب دیندار مسلمانوں کے لیے بھی ازبس ضروری اور نافع ہے مضامین کی مختصر فہرست یہ ہی اول عقائد و اعمال کو لکھ کر اسکے ضمن میں ہر قسم کے شرک اور خلاف شرع رسوم کو نہایت وضاحت سے بیان کیا ہی پھر معاصی اور طاعات کے بعض دنیوی نقصان و منافع دکھلا کر حکومت اور انتظام ملکی کی تشریح کی ہے اس کے بعد نماز کے لیے طہارت کے شرط ہونے کی حکمت و مخصوص اعضائے وضو ہونے اور ترتیب کی حکمت۔ نماز میں کعبہ کی طرف منہ کرنے کی حکمت۔ بے نمازوں کے واہی تباہی۔ عذروں کے معقول جواب۔ اعمال حج کی فلاسفی اور بے پردگی کی خرابیاں تعدد ازدواج کے متعلق نہایت عمدہ بحث اِس شبہ کا جواب کہ شریعت محمدیہ کے قوانین نئی روشنی کے زمانہ میں بے سود ہیں۔ سچے صوفیوں کے حالات مادہ کی قدامت کا ابطال فلاسفہ ہی کے مسلمہ اصول سے وحدانیت کی فلاسفی عقل کی حقیقت معلوم کرنے میں اہل سائنس کی بدحواسی۔ حیات بعد الممات کا عقلی ثبوت اور فلاسفہ کے شبہات کا جواب روح اور جسم کے باہمی تعلق کی حقیقت الغرض دنیا بھر کے شکوک و شبہات کے جوابات جو کسی حیثیت سے اسلام پر وارد ہوسکتی ہیں اس کتاب میں موجود ہیں قیمت اصلی عہ

المشتہر محمد عثمان۔ تاجر کتب دریبہ کلاں دہلی۔

ملفوظات حکیم الامۃ مجدد الملۃ حضرت مولانا شاہ محمد اشرفعلی صاحب تھانوی دامت برکاتہم

ملقبہ بہ

مزید المجید

جمع کردہ مولوی عبدالمجید صاحب بچھرایونی

بعد الحمد والصلوٰۃ محمد عثمان دہلوی مظہر مدعا ہے کہ حکیم الامۃ مجدد الملۃ حضرت مولانا شاہ محمد اشرفعلی صاحب دامت برکاتہم کے ملفوظات طالبان دین کو عموماً اور سالکین کو خصوصاً جس درجہ مفید ہیں اُس میں کسیکو کلام نہیں۔ اُنہیں سے ایک کافی ذخیرہ (جسکو حضرت مولانا صاحب دام ظلہم العالی کے ایک ممتاز اجازت یافتہ یعنی مولوی عبدالمجید صاحب بچھرایونی نے جمع کیا ہے۔ اور تمائز کیلئے ہر ملفوظ پر مجد امجد انمبر بھی ڈالدیا ہے اور حضرت مولانا مدظلہم العالی کی نظر اصلاحی سے بھی گذر چکا ہے اور اسکا لقب بھی حضرت مولانا مدفیوضہم ہی نے تجویز کیا ہے (جسمیں لغوی معنی یعنی مزید نعمۃ اللہ المجید کے ساتھ ہی جامع کے نام کی طرف بھی اشارہ ہے) مجھکو مجلس خیر متعلقہ مدرسہ امداد العلوم تھانہ بھون سے دستیاب ہوا بنظر افادہ عام وخاص اسکو بنام خدا شائع کرتا ہوں اللھم عمم فائدتھا وتمم عائدتھا

(۱) سفر رنگون میں فرمایا کہ دو باتیں ایسی جامع ہیں کہ اگر آدمی ان کو اختیار کرے تو کہیں گمراہ نہیں ہوسکتا ایک تو یہ ہے کہ اپنی رائے کو فنا کردے اور دوسری یہ ہے کہ ثمرات کا طالب نہ ہو جو کچھ شیخ تجویز کردے اسپر عمل کرتا رہے (جامع عرض کرتا ہے کہ واقعی ثمرات کی طلب میں بوے کبر معلوم ہوتی ہی

اسلئے کہ اپنے اعمال کو کچھ سمجھتا ہے جب ہی تو ثمرات کا منتظر ہے ہمارے حضرت فرمایا کرتے ہیں کہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ بھائی نیک عمل کی توفیق ہوجانا یہ کیا تھوڑی دولت ہے۔

(۲) فرمایا کہ حضرت مولانا گنگوہیؒ کی لوگوں نے حضرت حاجی صاحبؒ سے شکایت کی۔ حضرت نے سُنکر فرمایا کہ بالکل جھوٹ ہے اور حضرت کو میرے ہاتھ کہلا بھیجا کہ میری محبت آپسے اللہ واسطے ہے۔ اور اللہ باقی ہے لہذا یہ بھی باقی رہے گی۔ حضرت مولاناؒ نے سُنکر فرمایا کہ بھائی ہم تو اللہ پر توکل کئے بیٹھے ہیں۔ اگر خدا کو منظور ہوگا تو کچھ بھی ضرر نہ ہوگا۔

(۳) فرمایا جب ابراہیم بن ادہم کا انتقال ہوا تو خواب میں کسی بزرگ نے ان سے سوال کیا کہ فرمایئے کیا ہوا تو فرمایا کہ الحمد للہ خدا نے اپنا فضل فرمایا اور درجہ بھی عنایت کیا مگر میرے مکان کے پاس ایک غریب آدمی رہتا تھا اور اسکی یہ تمنا تھی کہ اگر مجھکو بھی وقت ملے تو اللہ اللہ کیا کروں اسکے برابر مجھے درجہ نصیب نہیں ہوا۔ واقعی یہ بڑا مجاہدہ ہے۔

(۴) سفر رنگون میں یہ بھی فرمایا کہ روایات میں لفظ شاید سے میرا جی بہت گھبراتا ہے ۲
یہ جھوٹ بولنے کا آلہ ہے۔ افسوس لوگ آفات زبانی سے پرہیز نہیں کرتے بات تو یوں ہونی چاہیے کہ ہے یا نہیں ہو تو سچ [illegible] رہتا ہے اس سے بہت پریشانی ہوتی ہے۔ افسوس لوگوں کو جس بات پر خود بھی یقین نہیں ہوتا اُس کا دوسروں کو یقین لانا چاہتے ہیں ایسے لوگ اپنے بھی بدخواہ ہیں اور دوسروں کے بھی بدخواہ ہوتے ہیں جامع کہتا ہے کہ یہ وہی بات ہے۔ مصرعہ۔ ہم تو ڈوبے ہیں مگر تم کو بھی لے ڈوبیں گے۔

(۵) فرمایا کہ آدمی کو تارک الدنیا ہونا چاہیئے متروک الدنیا نہ ہونا چاہیئے ہنسکر فرمایا کہ ایسی نوبت نہ آئے کہ بی بی طلاق دے بلکہ خاوند طلاق دے۔ اور یہ بھی فرمایا کہ اس میں یہ بھی فائدہ ہے کہ لوگ دنیداروں کو ذلیل نہ سمجھیں یعنی دنیا ہو اور اسکو ترک کردے یہ نہیں کہ ہو ہی نہیں۔

(۶) فرمایا اجتہاد ایک ذوق کا نام ہے کوئی بہت سی کتابیں پڑہنے سے مجتہد نہیں ہوتا۔

(۷) فرمایا کہ حضرت مولانا گنگوہیؒ فرمایا کرتے تھے کہ بھائی ہم نے تو حضرت حاجی صاحبؒ

کو کبھی اس نظر سے نہیں دیکھا کہ حضرت سے کوئی کرامت بھی سرزد ہوتی ہے یا نہیں۔

(۸) قنوج میں ایک صاحب حضرت کی خدمت میں تشریف لائے اور ایک رسالہ پیش کیا اور کہا کہ یہ حضرت کی نگاہ سے کہیں گذرا ہے یا نہیں حضرت والا نے ارشاد فرمایا کہ اس کے دکھلانے سے آپکا کیا مطلب ہے۔ اسپر وہ خاموش رہے۔ فرمایا کہ دیکھئے لوگوں کی یہ حالت ہے بس مجھے پریشان کرنے کو تشریف لائے تھے اب آپ سے دریافت کرتا ہوں کیا مطلب ہے بس تو آپ کی طرح بیٹھے ہیں بولتے ہی نہیں۔ اب بتلائیے میری کیا خطا ہے اسپر مجھے لوگ بدمزاج کہتے ہیں آپ انصاف کریئے کہ میں بدمزاج ہوں یا یہ حضرات بدمزاج ہیں۔ میں نے یہی تو پوچھا تھا کہ آپ کا کیا مطلب ہے اس میں بتلائیے میں نے کیا گناہ کی بات کی ہے۔ وہ صاحب اٹھکر چلے گئے تو فرمایا کہ یہ مجھے سارے میں بدنام تو کرینگے مگر الحمد للہ ان کا علاج خوب ہو گیا اب ایسی حرکت کبھی نہ کرینگے اور ساری عمر یہ بات یاد رہے گی۔

(۹) سفر رنگون میں یہ بھی فرمایا کہ کبھی ریاء کے ساتھ بھی ہوتا ہے اور وہ یہ ہے
کہ لوگوں کے سامنے عبادت کی تحسین و تطویل ریاء سے کی اور پھر تنہائی میں تحسین و تطویل کا ۴
ارادہ نہ تھا یہ خیال ہوا کہ اگر اب ویسی ہی عبادت نہیں کرتا اور پھر مجمع میں ویسی ہی کرونگا تو اللہ میاں کیا کہیں گے اس ضرورت سے اسوقت بھی تحسین و تطویل کی بس اصل مقصود تو مجمع میں تحسین کی رعایت کرنا ہے مگر خلوت میں محض الزام سے بچنے کے لیے تحسین کی۔

(۱۰) سفر بمبئی میں ایک شخص نے حضرت والا سے یہ دریافت کیا کہ کوے کی کئے قسمیں ہیں حضرت والا نے یہ فرمایا کہ کوے کی قسمیں تو مجھکو معلوم نہیں۔ اگر آپ فرمائیں تو آدمی کی قسمیں بیان کردوں اور یہ بھی عرض کردوں کہ آپ کونسی قسم میں داخل ہیں بس یہ شخص تو ایسے خاموش ہوئے کہ بولکر نہیں دیا۔ انکے بعد ایک شخص اور تشریف لائے کہ اہل بدعت میں سے تھے اور پڑھے لکھے بھی معلوم ہوتے تھے۔ مسائل مختلف فیہ میں حضرت والا سے سوال کئے اور عرض کیا کہ آپکی ان مسائل میں کیا رائے ہے۔ حضرت والا نے ارشاد فرمایا کہ کہئے تو جواب باقاعدہ دوں اور کہئے تو بے قاعدہ دوں مگر بے قاعدہ جواب میں نفع نہ ہوگا اور باقاعدہ جواب میں نفع ہوگا۔ یہ میں پہلے ہی عرض کئے دیتا ہوں۔ ان صاحب نے عرض کیا کہ جناب باقاعدہ ہی جواب فرمائیے

جس سے نفع بھی ہو۔ فرمایا تو آپ فرمایئے کہ ان مسائل کی تحقیق ضروری ہے یا نہیں۔ اُن صاحب نے عرض کیا کہ میرے نزدیک بہت ہی ضروری ہے۔ حضرت والا نے اسپر ارشاد فرمایا کہ شرعاً بھی ضروری ہے یا نہیں۔ یہ عجیب بات ہے کہ مسئلہ تو شرعی دریافت کرتے ہیں اور رائے اپنی لگاتے ہیں اے صاحب یہ تو بہت صاف بات ہے میں نے عرض کی ہے اسمیں سمجھنے کی کونسی بات ہے۔ اب پھر میں عرض کرتا ہوں کہ ان مسائل کی تحقیق شارع کے نزدیک بھی ضروری ہے یا نہیں۔ ان صاحب نے پھر یہی کہا کہ میرے نزدیک ضروری ہے اسپر فرمایا کہ "انا للہ وانا الیہ راجعون" اور فرمایا کہ اگر آپکے نزدیک بھی یہ تحقیق ضروری ہے تو یہ دریافت کرتا ہوں کہ یہاں کے علماء سے بھی تحقیق کی ہے یا نہیں۔ تو اُن صاحب نے کہا کہ یہاں تو نہیں کی اسپر فرمایا کہ جب ایسی ضروری بات ہے تو آپ کو خاموش بیٹھنے سے بیچینی نہیں ہوئی۔ کبھی آپ بھوک پیاس کی حالت میں بھی ایسے خاموش بیٹھے رہتے ہیں۔ اب تو وہ صاحب بہت ہی پریشان ہوئے اور کچھ جواب نہ دیسکے۔ اسپر حضرت والا نے فرمایا کہ جایئے اگر اسکی تحقیق آپ کے نزدیک ضروری ہے تو میں آپکو ایک رائے دیتا ہوں، چند روز کیلئے آپ کسی محقق کے پاس رہیں پھر انشاء اللہ تحقیق ہو جائیگی۔ ۴

(۱۱) سفر رنگون میں فرمایا کہ آدمی چار قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک تو وہ ہے کہ اسمیں عقل بھی ہے اور ہمت بھی اور ایک وہ ہے کہ نہ اسمیں عقل ہے اور نہ ہمت اور ایک وہ ہے جسمیں عقل ہو اور ہمت نہ ہو اور ایک وہ ہے جسمیں ہمت ہو اور عقل نہ ہو۔

(۱۲) فرمایا کہ پہلے اہل بدعت میں بھی ایک درجہ کا نور تدین ہوتا تھا اور وجہ یہ تھی کہ وہ لوگ اللہ اللہ کیا کرتے تھے اور اس نور تدین کی ایسی مثال ہے جیسے چاند کی روشنی میں درخت کا سایہ دونوں ملکر ایک کیفیت پیدا ہو جاتی ہے کہ نہ اسکو نور کہہ سکتے ہیں اور نہ ظلمت۔ ایک آجکل کے مدعی ہیں کہ اُن میں سوائے مکر و فریب کے دوسری بات ہی نہیں۔ پہلے لوگ دوکاندار نہیں تھے دیندار تھے مگر غلطیوں میں مبتلا تھے۔ اُن کی نیتیں خراب نہیں تھیں۔ آجکل کے مدعی تو بالکل خالی ہیں اور فرمایا کہ واللہ میں بہ قسم کہتا ہوں کہ اگر خدا کی محبت کا ایک قطرہ نصیب ہو جائے تو ساری دُنیا تلخ اور زہر معلوم ہونے لگے۔ اور یہی اصل ہے تدین کی۔

(باقی آیندہ)

(۱۳) فرمایا ایک بزرگ سے کسی نے دریافت کیا کہ خطرے کی کے قسمین ہیں تو انھون نے مُنہ پھیر لیا جب وہ شخص چلا گیا تو فرمایا کہ لا الہ الا اللہ میرا یہ گمان نہیں تھا۔ میں ایسے وقت تک زندہ رہونگا کہ حقیقت کے متعلق باتیں ہی رہجاوینگی یہان تو کام کرنے کی ضرورت ہے۔

(۱۴) اور سفر رنگون میں دوران وعظ میں یہ بھی فرمایا کہ علم حاصل کرنے مین بدون عمل کے بھی دو نفع ہیں ایک تو عقیدہ اچھا ہوجاتا ہے دوسرے اس شخص پر ایک زمانہ ایسا آجاویگا کہ علم اسکو اپنی طرف کھینچ لیویگا۔

(۱۵) اسی سفر مین فرمایا کہ یہان مال تو بہت ہے مگر کمال نہیں اور ہمارے اطراف میں الحمد للہ قدر ضرورت مال بھی ہے اور کمال بھی۔ یہان ضرورت کے موافق بھی کمال نہیں ہے پھر ہنسکر فرمایا کہ یوں کہہ سکتے ہیں کہ یہ بھی ایک کمال ہی ہے کہ کمال نہیں۔

(۱۶) فرمایا کہ بزرگونکی باتیں اور اُنکی اصطلاحات بدون اُنکے جوتے سیدھے کئے کبھی نہیں حاصل ہوسکتیں دہلی میں ایک بزرگ تھے اور وہ یون کہہ رہے تھے کہ میں تیرا بندہ نہیں تو میرا خدا نہیں پھر میں تیرا کہنا کیوں مانون۔ لوگون نے سُنکر کفر کے فتوے دیدیے اور قاضی ۵ کے یہان پکڑ کر لیگئے قاضی نے اُن سے پوچھا کہ حضرت آپ کس کو کہہ رہے ہیں۔ ہنسکر فرمایا کہ الحمد للہ دہلی میں ایک آدمی تو عقل سے کہ مجھ سے دریافت کرلیا۔ بات یہ ہے کہ میرا نفس میرے اوپر تقاضا کررہا تھا کہ مجھے فلاں چیز کھلادو۔ میں اُس سے کہہ رہا تھا کہ میں تیرا بندہ نہیں تو میرا خدا نہیں پھر تیرا کہنا کیون مانون۔ پھر فرمایا کہ۔ درنیابد حال پختہ ہیچ خام ؛ پس سخن کوتاہ باید والسلام۔

(۱۷) درمیان وعظ میں فرمایا کہ میرٹھ میں ایک واعظ کا وعظ سُنکر لوگون نے نمازیں شروع کردیں مگر اُن سے کوئی حرکت بیجا ہوگئی تو لوگون نے نماز ترک کردی مگر یہ بات دین ہی میں کرلیتے ہیں دُنیا میں نہیں کرتے مثلاً دیکھئے ایک شخص نے دوسرے کا ایک روپیہ پایا اور دیدیا اور پھر اس نے کوئی بیجا کام کیا تو کیا یہ شخص اپنا وہ روپیہ جو اس شخص کے پاس ہے ہاتھ سے پھینک دیگا یہان تو پتہ ادبل کرلیا ویگی کہ گویا انھون نے اپنی بربادی کی ہے ہمارا تو کوئی نقصان نہیں۔ پھر اسی طرح سے ان مولوی صاحب سے بھی کوئی حرکت ہوگئی تھی تو آپ کا تو کوئی نقصان نہیں تھا۔

(۱۸) اور دوران وعظ میں یہ بھی فرمایا کہ اگر کوئی شخص کسی کیمیاگر کے پاس جاوے تو

اسکا کیا نقصان ہے بلکہ وہ تو خود ہی اخفا کرتا ہے تاکہ لوگ مجھے پریشان نہ کریں۔ اسیطرح اگر کوئی بزرگون کے پاس نہ آوے تو انکا کیا نقصان ہے اپنا ہی حرج کرے گا۔

(۱۹) اور دوران وعظ میں یہ بھی فرمایا کہ آجکل لوگ عبادت کو مشقت سمجھتے ہیں۔ کہنے کی تو بات نہیں ہے۔ واللہ عبادت میں ذرا مشقت نہیں ہے اسکی ایسی مثال ہے کہ جیسے ایک شخص نے لنگر جاری کر دیا ہے اور قسمہا قسم کے کھانے ہیں۔ اب فرمایئے کہیں کھانا کھانے میں بھی مشقت ہوتی ہے۔ غذا تو عین راحت ہے اسکا نام مشقت رکھنا گویا اسکی غذائیت سے انکار ہے خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ اعمال شریعت مثل روٹی کے ہیں۔ جیسے بچے کو روٹی اولا تبکلف کہلاتے ہیں اور وہ اول اول تو انکار کرتا ہے۔ مگر جب چسکا لگ جاتا ہے پھر اُس سے ہی پوچھئے کہ یہ مشقت ہے یا رحمت ہے اسیطرح عابد جب عبادت کرتا ہے اول اول تو جی چراتا ہے مگر جب اسکے منہ لگ جاتا ہے تو پھر چرا چرا کر کھاتا ہے۔

(۲۰) ایک شخص نے سفر رنگون مین حضرت والا سے بیعت کی درخواست کی حضرت نے انکار فرما دیا

۶ اور فرمایا کہ بھائی مجھے خدمت سے دریغ نہیں اگر آپ کو کام کرنا مقصود ہے تو میں کوئی دستور العمل بتا دونگا اُن صاحب نے اسکا تو اقرار نہیں کیا۔ اور کچھ پیش کرنے لگے۔ اسپر اول تو فرمایا کہ یہ رشوت کے مشابہ ہوا کیا آپ مجھے مرتشی سمجھتے ہیں اور اگر میرے متعلق آپ کا یہ اعتقاد ہے تو فرمایئے ایسے شخص کو پیر بنانا کب جائز ہے۔ اسپر ان صاحب نے کہا کہ یہ رشوت کیسے ہوگئی اسپر ناگواری ضبط کرکے فرمایا کہ بیشک اسمیں میری ہی خطا ہے۔ میں نے تمہارے فہم کی رعایت نہیں کی اور یہ شعر فرمایا ؎

گفت اے موسےٰ دہانم دوختی ۔۔۔ وز پشیمانی تو جانم سوختی

اور فرمایا کہ کوئی شخص حکیم کو بہت سے روپیہ دیدے اور دوا نہ پیئے تو کیا وہ اچھا ہوجاوے گا اسپر ان صاحب نے کہا کہ جی نہیں تو اسپر فرمایا تو پھر بدون عمل کے یہ اُمید رکھنا کہ پیر کو ہدیہ وغیرہ دینے سے بخشا جاؤنگا یہ بھی نہیں۔ افسوس وہان تو آپکی سمجھ میں آگیا اور یہان بچے بنگئے۔

(۲۱) فرمایا کہ اخلاق اور ہیں اور آثار اخلاق اور ہیں۔ آجکل لوگون نے آثار اخلاق کو اخلاق سمجھ رکھا ہے۔

(۲۲) فرمایا کہ طریق میں اول ہی نفع ہوجاتا ہے مگر خبر نہیں ہوتی۔ جیسے کسی نابالغ کو کوئی

جائداد دیدینا یا اسکا نکاح کردینا۔ ظاہر ہے کہ مالک تو اسیوقت ہوگیا جب رجسٹری ہوگئی اور نکاح پڑھا گیا مگر قبل از بلوغ اُسکو خبر نہیں ہوتی۔ جب بالغ ہوتا ہے اور خبر ہوتی ہے تب سمجھتا ہے کہ میں کن کن چیزون کا مالک ہوں۔ ایسے ہی سالک کو اول ہی روز نفع ہوجاتا ہے مگر اسکا احساس نہیں ہوتا اور جب احساس ہوتا ہے تو یہ سمجھتا ہے کہ نفع تو فلانے وقت ہوگیا تھا۔ اسے خبر نہیں۔ جس وقت کو یہ بیکار سمجھتا ہے اسوقت کو بھی اسمین دخل ہے۔ ہمارے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ بھائی یہ کیا تھوڑا نفع ہے کہ اللہ کا نام لینے کی توفیق ہوگئی۔

(۲۳) فرمایا آجکل کی بزرگی مثل بی بی تمیزہ کے وضوء کے ہے کہ کبھی ٹوٹتا ہی نہیں۔ اسیطرح آجکل کی بزرگی ہے کہ نہ دہوکے سے جاتی ہے نہ خلاف شرع ہونے سے۔

(۲۴) فرمایا حق تعالےٰ نے ہرشے کے اندر ایک اثر رکھا ہے اور اس اثر کا نتیجہ اُس سے اسکی معرفت پر موقوف نہیں ہے مثلاً اگر کوئی سنکھیا کھالے تو اسکا اثر اسکی معرفت پر موقوف نہیں اسیطرح اگر کوئی پانی پی لے تو پیاس کا بجھنا معرفت پر موقوف نہیں۔

۷ (۲۵) فرمایا جو چیزیں نافع ہیں جیسے انکے استعمال سے نفع ہوتا ہے ایسے ہی تصور اور تذکرہ سے بھی نفع ہوتا ہے مگر بطریق اعتقاد ہو بطریق عناد نہ ہو۔ اور ایسی ہی جو چیزین مضر اور مظلم ہوتی ہیں۔ جیسے انکے استعمال سے مضرت ہوتی ہے ایسی ہی تصور اور ذکر سے بھی ہوتی ہے مگر بطریق اعتقاد ہو بطریق رد اور اعتراض نہ ہو۔ جیسا کہ اچھے لوگون کی صحبت اور تذکرہ سے اور تصور سے نفع ہوتا ہے ایسے ہی برون سے نقصان ہوتا ہے۔

(۲۶) فرمایا افسوس جن چیزون سے خدا کی محبّت پیدا ہوتی ہے اُن ہی چیزون کے ہم دشمن ہورہے ہین خدا کی عبادت سے ہم بھاگتے ہیں۔ زہد خشک مین نعمتون سے ہم بھاگتے ہیں۔ بس اسی میں بزرگی رہگئی ہے۔ اور جن چیزون سے خدا سے بعد اور دُوری ہوتی ہے ان ہی چیزون کو ہم نے اختیار کررکھا ہے کیا اُلٹی ہوا چل رہی ہے۔

(۲۷) فرمایا صحبت صالحین کی ایسی مثال ہے کہ جیسے ایک کھٹے آم کے درخت کا پودا لیکر کسی فجری درخت کے نیچے نصب کردیا جاوے اور اُس فجری پر اُسکی قلم چڑہاوی جاوے تو ظاہر ہے کہ اسپر پھل فجری آوینگے۔

(۲۸) فرمایا سالک کی اوّل حالت مثل بچے کے ہوتی ہے کہ ماں کے دودھ کو نہ پینا جانتا ہے نہ اُسکے نفع کا علم ہوتا ہے یہی حالت سالک کی ہوتی ہے کہ اول اول نہ طاعت کو مفید سمجھتا ہے نہ اُسکے نفع کا ادراک ہوتا ہے۔ بلکہ جان چھڑاتا پھرتا ہے اور جب علم اور ادراک ہو جاتا ہے اور اُسکی لذت سے واقف ہو جاتا ہے تو پھر اُسکی حالت عجیب غریب ہوتی ہے۔ اُسوقت اگر اسکو مصائب بھی پیش آتے ہیں تو جھیل لیتا ہے۔

(۲۹) فرمایا طالبان مولا آجکل اسقدر کم ہو گئے ہیں کہ اگر ریلوں میں بیٹھکر چھ مہینے سفر کیا جاوے اور ہر مسافر سے دریافت کیا جاوے تو غالباً چھ مہینے میں دو شخص بھی طالب مولا نہ ملینگے۔ چاہے طالب علم بہت سارے ملیں۔ مگر طالب معلوم نہ ملیں گے۔

(۳۰) فرمایا ایک شخص جو عشق مجازی میں مبتلا تھے حضرت والا کے پاس اُن کا خط آیا کہ ایک بیوہ عورت سے میرا دل لگ گیا ہے۔ بہت کوشش کرتا ہوں کہ اُسکے جھانکنے تاکنے سے باز آؤں مگر ہمت نہیں ہوتی کہ اس سے نجات پاؤں حضرت والا نے تحریر فرمایا کہ اس خط کو لیکر میرے پاس چلے آؤ۔ وہ صاحب ۱۷ رجب کو عصر کے بعد حاضر ہوئے حضرت والا نے خط دیکھکر فرمایا کہ اگر اُس عورت کا ۸ خاوند ہوتا اور وہ آپکو دیکھتا ہوتا تو تب بھی آپکی نظر رکتی یا نہیں۔ اسپر انھوں نے عرض کیا کہ جی رک جاتی فرمایا افسوس حق تعالیٰ کی آپکے قلب میں اتنی عظمت بھی نہیں جتنی اُسکے خاوند کی ہوتی۔ ڈوب مرنیکی بات ہے۔ [illegible] ہاں [illegible] کا [illegible] تھا۔ اور فرمایا کیا دوزخ کا عذاب جوتے سے بھی کم ہے اور دوزخ کی مصیبت سے کیا ہمت کی مشقت زیادہ ہے اگر ہمت نہیں ہوتی تو میرے سامنے سے جاؤ ڈوب مرو مجھسے کچھ مطلب نہیں۔ اس خیال سے آئے ہونگے کہ کوئی وظیفہ تبلادے گا۔ وظیفوں سے کہیں امراض جایا کرتے ہیں۔ جاہل پیروں نے لوگوں کو تباہ کر دیا ہے۔ ہر کام کے واسطے اُنکے ہاں وظیفہ ہی وظیفہ ہے۔ وظیفہ تو بمنزلہ معجون مقوی کے ہوتا ہے وہ تو قوت پیدا کرنیکی چیز ہے۔ اس سے مرض تھوڑا ہی جاتا ہے۔ بلکہ مرض کی حالت میں کھا لیا جاوے تو بعض اوقات اور ترقی ہو جاتی ہے۔ مرض تو کڑوی کڑوی دوائیں اور مسہل پینے ہی سے جاتا ہے۔ ہم تو یہ چاہیں کہ مسہل اور دواؤں سے ہمت ہار کر بیٹھ جاویں۔ اُسکے بعد فرمایا کہ افسوس دیکھئے جب میں ایسی ذرا ذراسی باتوں پر تنبیہ کرتا ہوں تو میری طرف ایسے تمرد الزام کا منسوب کر دیا کہ خواب کے قصہ میں خواب دیکھنے

والے پر تنبیہ نہیں کی کتنا بڑا ظلم ہے بھلا ایسی ناپاک بات کہ مین نبوت کا دعوےٰ کرون مجھہ سے کیسے گوارا ہوسکتی ہے۔ اور اسمیں تو کھلم کھلا متبع سنت کا لفظ موجود ہے۔ اسکے بعد ان صاحب نے کچھہ ہدیہ پیش کیا حضرت نے فرمایا کہ یہ ہدیہ دینے کا وقت نہیں ہے بھلا میں ایسے وقت آپ کا ہدیہ کیسے لے سکتا ہون کہ میں تو آپ کو برا بھلا کہون اور آپ ہدیہ دیں تو کیا میرے قلب پر اس کا بار نہ ہوگا۔ ہدیہ تو نہایت ہی انشراح کے وقت دیا کرتے ہیں۔ آپ تو مجھکو بیڑے دے رہے ہیں اور میں آپ کو تھپیڑے دے رہا ہون۔

(۳۱) گیارہ رجب کو عصر کے بعد بحکم ارشاد حضرت والا میں نے خانقاہ کی مسجد میں کچھہ بیان کیا تھا ختم بیان پر حضرت والا نے حاضرین کو مخاطب کرکے کچھہ الفاظ زبان مبارک سے فرمائے جس سے اُس ٹوٹے پھوٹے مضمون کی وہ حالت ہوگئی جیسے مردے میں جان پڑجاتی ہے اور وہ یہ ہیں۔ صاحبو مولوی صاحب کے بیان کا خلاصہ یہ ہے۔ آجکل جو ہم لوگون نے مقاصد کے حاصل کرنے کے طریقے اختیار کر رکھے ہیں اس طرح کامیابی نہیں ہوگی بلکہ ہمیں جو کچھہ بھی حاصل کرنا ہے وہ حق تعالےٰ کو ۵
راضی کرکے کریں۔ میں نے حاصل بیان کردیا ہے تمام وعظ کا۔ سبحان اللہ۔ حضرت کے چند جملون نے تمام ٹوٹے پھوٹے بیان کو خوبصورت کردیا۔

(۳۲) ایک طالب علم شخص نے حضرت والا کی خدمت میں ایک خط پیش کیا۔ دیکھکر فرمایا آپ کا کیا مطلب ہے انھون نے کہا میں بیعت ہونا چاہتا ہون۔ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ آپ جس کام میں لگ ہوئے ہیں اسمیں لگے رہیں یعنی تحصیل علم یہ شیطان کا دھوکا ہے آپ کو دین کی خدمت سے نکالنا چاہتا ہے وہ سمجھتا ہے کہ یہ اگر مولوی ہوگئے تو خود بھی میرے پھندے سے نکل جاوینگے اور اورون کو بھی نکال لیجاوینگے۔ اسلئے درویشی کا جال آپکے اوپر پھیلانا چاہتا ہے تاکہ آپ علم سے محروم رہ جائیں۔ خیرخواہانہ طور پر کہہ رہا ہون۔ آپ اس فکر کو بالکل دل سے نکالکر جو کام کر رہے ہیں کرتے رہیں۔ جب درویشی کرنے کا وقت آوے گا تو انشاء اللہ تعالےٰ آپ کو کوئی نہ کوئی ملجاویگا میرے اوپر موقوف نہ سمجھئے۔ مجھے خدمت کرنے سے انکار نہیں ہے مگر یہ ہے کہ کسطرح سے خدمت کیجاتی ہے۔ دیکھئے جب فنون صرف ونحو وغیرہ ختم کرلیتے ہیں جب بخاری پڑھائی جاتی ہے۔ اسپر ان مولوی صاحب نے فرمایا کہ نماز کا طریقہ ہی بتادیجئے۔ فرمایا کہ وضو کرکے

قبلہ کی طرف مُنہ کر کے کھڑے ہو جاؤ۔ تکبیر کہو۔ نیت یاد نہ ہو۔ رکوع کرو سجدہ کرو۔ بس یہ طریقہ ہے نماز کا۔ اسپر انھوں نے کہا کہ ویسی تو ہوتی ہی نہیں۔ فرمایا آپ اسکے مکلف ہیں یا نہیں یہ سُنکر وہ بالکل خاموش ہو گئے۔ تو فرمایا کہ جس چیز کا انسان مکلف نہ ہو تو اُسکی فکر آپ کیوں کرتے ہیں۔ میں پانی پت گیا ہوا تھا ایک طالب علم صاحب نے بہت ہی ذوق و شوق سے بیعت کی درخواست کی۔ ایک صاحب کو سفارشی بھی لائے۔ میں نے ہر چند انکار کیا جب نہ مانے تو میں نے کچھ بتلا دیا۔ پھر انکی یہ حالت ہوئی کہ نہ ادھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے۔ اُسکے بعد اُن مولوی صاحب نے کہا کہ دعا ہی کر دیا کیجئے۔ اسپر فرمایا کہ خاص طور پر چاہتے ہیں یا عام طور پر۔ کہا کہ خاص طور پر فرمایا میں اسکا وعدہ نہیں کرتا۔ ہاں ایک صورت ہے کہ آپ کثرت سے خط و کتابت کر کے خصوصیت پیدا کرلیں تو ممکن ہے۔ پھر اسکے بعد اُن مولوی صاحب نے ہدیہ پیش کیا۔ اسپر فرمایا کہ دیکھو ہمیشہ یاد رکھنے کی بات ہے۔ اول ملاقات میں نہ ہدیہ دینا چاہیئے نہ لینا چاہیئے کیونکہ یہ تعلقات کا ثمرہ ہے اور اسمیں اظہار خصوصیت ہے اور اول ملاقات میں یہ ہو نہیں سکتا بلکہ درجہ ایہام میں یہ خود غرضی پر دلالت کرتا ہے۔ آپ فرمائیے کہ غیرت دار آدمی اسے کیسے گوارا کر سکتا ہے اور یوں تو جو شخص بھی ہدیہ لاتا ہے وہ یوں ہی کہتا ہے کہ میں خلوص سے لایا ہوں۔ اب بتائیے میں کس کو مخلص سمجھوں خصوص جبکہ اسکے ساتھ کوئی درخواست بھی ہو جیسے کہ آپ ہی بیعت ہونے پر اصرار فرما رہے ہیں جسکو میں پوری ہی نہیں کر سکا اسکے بعد آپ ہدیہ پیش کرتے ہیں اور یہ بھی فرمایا کہ یہ اصرار کرنے کا مرض طالب علمی میں پیدا ہو جاتا ہے۔ افسوس اساتذہ اسکی طرف توجہ نہیں کرتے۔ ان مولوی صاحب نے کسی صاحب کا سلام بھی پہونچایا کہ فلاں شخص نے آپ کو سلام عرض کیا ہے۔ اسپر فرمایا کہ دیکھو یہ بھی یاد رکھنے کی بات ہے کہ جب آپ کسی سے ملنے جاویں۔ بالخصوص آپ اس سے کوئی دینی حاجت بھی رکھتے ہوں تو اسکے پاس کسیکا سلام پیام نہ کہا کیجئے۔ اپنے کام کی فکر میں رہیئے پھر ان مولوی صاحب سے پوچھا کہ آپ نے خط خود کیوں نہیں لکھا۔ دوسرے سے کیوں لکھوایا۔ کیا آپ کو لکھنا نہیں آتا تھا۔ کہا کہ جی میرا خط اچھا نہیں تھا اسپر فرمایا کیا آپ کی گفتگو اچھی ہے کہا کہ نہیں۔ اسپر فرمایا کہ پھر آپ نے اسمیں بلا واسطہ کیوں گفتگو کی جب بالکل بند ہو گئے تو یہ تاویل کی الامر فوق الادب۔ چونکہ یہ آپ کا حکم تھا کہ بولو

اسواسطے بولا رفرمایا کہ خط لکھوانے کو تو میرا حکم نہیں تھا پھر وہ کیوں لکھوایا۔ وہاں ادب کے خلاف کیوں کیا۔ اور اسکو جانے دیجئے اب کیوں برابر خلاف کئے جاتے ہیں۔ لوگوں کی بالکل ایسی حالت ہے جیسے ایک شخص کسی حکیم کے پاس جاوے اور کہے کہ میرا علاج کر دو مگر جب طبیب مرض تشخیص کرتا ہے۔ مریض صاحب باتیں ملا دیتے ہیں کہ یہ مرض نہیں ہے۔ اب تبلا یئے کہ جب مرض نہیں ہے تو اب علاج کس چیز کا کیا جاوے حاصل سب کا یہ ہے کہ لوگ اپنا تابع بنانا چاہتے ہیں۔

(۳۲) پہلی رجب ایک عورت بعد نماز عصر کسی میت کے کپڑے لیکر آئی اور کہا یہ مدرسہ میں طالب علموں کو دیدو حضرت والا نے فرمایا کہ اس مال میں یتیم بچوں کا حصہ ہے اسلئے ہم اپنے طالب علموں کو نہ دینگے اور واپس کر دیئے۔ اسپر حضرت والا نے فرمایا کہ لوگوں میں چونکہ اسکا رواج ہو گیا ہے اور اکثر مدرسہ والے انکار نہیں کرتے جو کچھ آیا رکھ لیا جاہے حلال ہو جاہے حرام ہو۔ اسوجہ سے منع کرنے والوں کا اثر بھی نہیں ہوتا اور یہ بھی فرمایا کہ رسم کی وجہ سے اس باب میں عورتیں بہت زق کرتی ہیں آ آکر میت کے گھر والوں کو تعلیم کرتی ہیں کہ یہ دیدو۔ وہ دیدو۔ اور یہ بھی فرمایا 11
کہ ناتوتہ کے قریب ایک موضع ہے وہاں ایک خانصاحب کا انتقال ہو گیا تہا وہ میرے بھی ملنے والے تھے انھوں نے بیوی اور چھوٹی چھوٹی بچیاں چھوڑی تھیں انکے گھر والوں نے یہاں پر کپڑے بھیجے اور میں نے اسیطرح واپس کر دیئے ایک اور مولوی صاحب وہاں تشریف لیگئے انکے سامنے وہ کپڑے پیش کئے اور میری واپسی کا قصہ مع وجہ واپسی کے بیان بھی کر دیا انھوں نے قبول کر لئے اور یہ تاویل فرمائی کہ آخر تم بچیوں کی شادی کرو گی جتنا حصہ بچیوں کا ان کپڑوں میں ہے اُس سے زیادہ تو تم اپنے پاس سے انکو لگا دو گی۔ بس اسیواسطے اثر نہیں ہوتا پھر وہ کپڑے واپس آئے جو پہلی عورت لائی تھی حضرت والا نے ایک سمجھدار آدمی کو بُلا کر انکو مسئلہ کی صورت تبلائی کہ جاؤ انکے بالغ وارثوں سے مسئلہ تبلا کر دریافت کرو کہ اگر تم ان کپڑوں کی قیمت لگا کر ان بچوں کا حق ادا کر دو۔ بلکہ ہمارے ہاتھ میں خود قیمت دیدو ہم اُنکی ضرورت کی چیز خرید کر اُنکے ہاتھ میں خود دیدینگے اگر اسپر وہ راضی ہوں تب ہم کپڑے لیں گے ورنہ نہیں لیں گے وہ صاحب گئے اور انکی رضا مسئلہ کے مطابق معلوم کر کے آئے۔ جب حضرت والا نے فرمایا کہ ان کپڑوں کو فلاں مولوی صاحب

کے پاس امانت رکھو۔ جب قیمت آجاوے گی اسوقت تصرف کرینگے۔

(۳۴) اور اُسکے بعد فرمایا کہ ایک شخص نے مجھسے دریافت کیا کہ جی آپ جن رسوم کو منع کرتے ہیں اور لوگ کیون نہیں منع کرتے۔ میں نے اُن صاحب سے کہا کہ یہ سوال آپ جیسے ہم سے کرتے ہیں اورون سے کیون نہیں کرتے۔ کہ آپ جن رسوم کو منع نہیں کرتے فلان کیون منع کرتا ہو اگر اسکی تحقیق ضروری ہے اور آپ کو تردد ہے تو جیسے ہم پر سوال ہوتا ہے اُن پر بھی تو ہوتا ہے یہ عجیب اندھیر کی بات ہے۔

(۳۵) ایک صاحب کو انکی بے عنوانیون کی وجہ سے حالات کی اطلاع دینے سے منع کر دیا تھا کہ آئندہ آپ مجھے اپنے حالات نہ لکھا کریں۔ اُن صاحب نے بہت پریشان ہوکر آج ظہر کے بعد حضرت والا کو یہ پرچہ لکھا کہ اب میں بہت پریشان ہون اور اپنی غلطیون کا اقرار کرتا ہوں۔ اور انشاء اللہ آئندہ کو بہت ہوشیاری سے کام کرونگا حضرت والا نے برادشفقت فرمایا کہ بہتر ہے او حضرت کا یہی دستور ہے کہ جو کوئی شخص اپنی غلطیون کا اقرار کرلیتا ہے اور اُس کی مکافات کرنے کو آمادہ ہوجاتا ہے تو فوراً معاف فرما دیتے ہیں۔ ۱۴

(۳۶) فرمایا ایک صاحب کا خط آیا ہے لکھا ہے کہ میرا نام اللہ حافظ ہے یہ ٹھیک ہے یا نہیں اگر یہ ٹھیک نہ ہو تو مہربانی فرماکر میرا نام بدل دیجئے۔ حضرت والا نے حفیظ اللہ نام تجویز فرمادیا (یعنے محفوظ)

(۳۷) فرمایا ایک مرتبہ میں نے رمضان شریف میں مٹھائی کی جگہ کباب تقسیم کئے تھے میں نے کہا بجائے حلوائیوں کے قصائیوں کو نفع ہو۔ اسپر لوگون میں بہت شور وغل ہوا۔ جامع کہتا ہے واقعی ایک صورت انتظام کی یہ بھی ہے کہ نوع بدل دیجاوے اسیطرح حضرت والا عشق مجازی کو عشق حقیقی سے بدل دیتے ہیں مٹا نہیں دیتے۔

(۳۸) فرمایا کہ الحمد للہ میں اپنے دونوں گھروں میں بہت ہی احتیاط سے عدل کرتا ہوں۔ مگر ان کو پھر بھی شکایت ہی رہتی ہے۔ اور ایک اور عجیب بات ہے کہ آپس میں ایک دوسرے کی دشمن نہیں اگر ایک کو تکلیف پہونچتی ہے تو دوسری کو بھی رنج پہونچتا ہے اور ایک بات اس سے بھی زیادہ عجیب ہے کہ آپس میں دونوں کے اعزا باہم بھی محبت و الفت سے رہتے ہیں اور آپس میں ایک دوسرے کو ہدیہ دیتے لیتے ہیں۔

(باقی آئندہ)

بعد ایک شخص نے دریافت کیا کہ اگر دونوں بی بیاں اپنے باپ کے گھر کے حالات کے اعتبار سے ت ہوں تو کیا کرنا چاہیئے تو حضرت والا نے فرمایا کہ میں تو یہی عدل سمجھتا ہوں کہ دونوں کو برابر رکھا جاوے۔

(۳۹) فرمایا کہ حق تعالٰے شانہ کا ہر شخص کے ساتھ جُدا معاملہ ہوتا ہے اور ہر ایک کی تربیت جُدا طرح سے کرتے ہیں جسکی جیسی حالت ہوتی ہے اُسکے ساتھ ویسا ہی معاملہ کرتے ہیں اور جو مشائخ اسکی رعایت نہیں کرتے انکی نسبت ایک شعر فرمایا ؎

خستگان راچو طلب باشد و قوت نبود　　گر تو بیداد کنی شرط مروت نبود

(۴۰) اور فرمایا کہ ہمارے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ پہلے بزرگون کا یہ قاعدہ تھا کہ ہر شخص کی لیاقت کے موافق تعلیم کیا کرتے تھے۔ کسیکو گھر کا کام بتادیا۔ کسیکو کوئی خدمت سپرد کردی۔ اسیں اُنکی تکمیل ہوجاتی تھی۔ اب تو یہ ہو رہا ہے کہ ہر شخص کو چوبیس ہزار اسم ذات بتادیا جاتا ہے۔ چاہے بیچارہ مرے یا زندہ رہے۔ بلکہ اب تو اکثر یہی نہیں کہ اسم ذات ہی بتادیں بلکہ خود تصنیف کرکے جو دل میں آتا ہے انکو لیس بتادیتے ہیں۔ یہ اسپر فرمایا تھا کہ ایک ۱۳
شخص نے درود شریف کی کتاب تصنیف کی تھی اور اسیں بہت الفاظ ایسے تھے کہ بالکل شریعت پر منطبق نہیں ہوتے تھے اور فرمایا کہ میں تو اپنے دوستونکو دلائل الخیرات کے بارے میں بھی یوں کہدیتا ہون کہ دلائل الخیرات کی ایک بڑی منزل پڑہکر دیکھ لو۔ اسیں کتنا وقت صرف ہوتا ہے۔ بس اتنے ہی وقت میں وہ درود شریف پڑھ لیا کرو جو نماز میں پڑھا جاتا ہے اور اسکو ساری اُمت نماز میں پڑھتی ہے اور حضور سے منقول ہے۔

(۴۱) فرمایا اس طرف کے اکثر لوگون میں دین کی سمجھ بہت ہے اب آخر زمانے میں حضرت مولانا رشید احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا قلوب پر بہت اثر تھا۔ حضرت مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ صاف صاف فرمادیا کرتے تھے۔ اور حضرت مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ میں تواضع غالب تھی۔ دونوں حضرات کامل تھے امام تھے مگر شان ہر ایک کی جُدا تھی۔

(۴۲) فرمایا کہ مسئلہ مولود میں ایک باریک بات ہے جو عوام کے سامنے ذکر کرنے کی نہیں ہے اور وہ یہ ہے کہ اسکو لوگ تعبد سمجھکر کرتے ہیں اور اسکے واسطے نقل کی ضرورت ہے۔

اور نقل ابھی تک نہیں ملی اور مانعین کی نظر اسی پر ہے اور عام لوگ اسکو نہیں سمجھتے اور اسی لئے ان لوگون کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ ذکر رسول سے منع کرتے ہیں اور یہ بھی فرمایا کہ جیسے کوئی شخص یون کہے محمد محمد تو اب یہ بات معلوم کرنے کی ہے کہ یہ عبادت ہے یا نہیں سوا سکے واسطے نقل نہیں ہے۔

(۴۳) فرمایا کہ اس فن تصوف میں ضرورت ہے اجتہاد کی۔ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ مجتہد تھے مجدد تھے بہت بڑے محقق تھے حضرت کی تحقیق بہت پاکیزہ تھی کہیں سنت کے خلاف نہین چلتے تھے۔

(۴۴) حضرت حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ خود فرمایا کرتے تھے کہ ہر شخص مجھے اپنے رنگ پر سمجھتا ہے اور میں ہر ایک کے رنگ سے جُدا ہوں۔ میری ایسی مثال ہے جیسے پانی کی کہ اسمیں کوئی رنگ نہیں مگر جس بوتل میں بھردو اسی رنگ کا معلوم ہونے لگتا ہے۔ میں اسپر یہ شعر پڑہا کرتا ہوں ؎

ہر کسے از ظن خود شد یار من + وز درون من نہ جست اسرار من ۱۴

نیز ہمارے حضرت نے فرمایا کہ حضرت حاجی صاحبؒ کے الفاظ مثل متون کے تھے ہر شخص نہین سمجھتا تھا۔ الحمد للہ اب انکی شرح ہو گئی۔

(۴۵) فرمایا کہ ایک مولوی صاحب نے میرے اوپر نہایت منکر فتوی دیا ہے وہ فتوے میرے ایک دوست کے ہاتھ آگیا وہ یون فرماتے تھے کہ اگر آپ فرماویں تو وہ فتوی میں آپکے پاس بھیجدوں میں نے کہا کہ نہیں بھائی مجھے کیوں لوگوں سے بدگمان کرتے ہو۔ اب تو احتمال ہی ہے پھر دیکھکر خط پہچان کر طبعاً یقین ہو جاویگا اور شرعاً یہ یقین جائز نہیں اور فرمایا کہ میں تو یہ شعر پڑہ دیا کرتا ہوں ؎

تو بھلا ہے تو بُرا ہو نہیں سکتا اے ذوق + ہے بُرا وہ ہی کہ جو تجھکو بُرا جانتا ہے
اور اگر تو ہی بُرا ہے تو وہ سچ کہتا ہے + پھر بُرا کہنے سے کیون اُسکے بُرا مانتا ہے

اور فرمایا کہ یہ پڑہ دیا کرتا ہون ؎

دوست کرتے ہیں ملامت غیر کرتے ہیں گلا + کیا قیامت ہے مجھی کو سب بُرا کہنے کو ہین

اور فرمایا کہ میری تو یہ حالت ہے کہ ؎

خود گلا کرتا ہوں اپنا تو نہ سُن غیروں کی بات ٭ ہیں یہی کہنے کو وہ بھی اور کیا کہنے کو ہیں

جب میں اپنے کچے چٹھے کو خود شائع کر دیتا ہوں تو اوروں کو کہنے سننے کی کیا ضرورت رہگئی۔

(۶۷) فرمایا کہ میاں سب جھگڑے ہیں مخلوق کی زبان کو کون بند کرے۔ اللہ تعالےٰ اپنے دین کی خدمت میں مشغول رکھے اور قبول کرے پھر اگر ساری دُنیا بھی بُرا کہے تو کچھ پرواہ نہیں اور فرمایا کہ خدا کا شکر ہے کہ احیاء العلوم کی طرح میری کتاب بھی جلا دی گئی اور جیسے اُسکے مصنف پر کفر کا فتوےٰ ہوا میرے اُوپر بھی کفر کا فتویٰ ہوا۔ پھر انہیں کے سامنے سونے کے پانی سے احیاء العلوم لکھی گئی اسیطرح سے الحمدللہ میری کتاب بھی جو لوگ کفر کا فتوے دیتے ہیں انہیں کے گھروں میں رکھی ہوتی ہے اور وہ اُس سے فائدہ اُٹھاتے ہیں اور قریب قریب ایک لاکھ نسخوں کے چھپ بھی گئی اور غیر زبان والوں نے اپنی زبان میں ترجمہ بھی چھپوا لیا۔ میں تو اسپر بہت خوش ہوتا ہوں کہ باوجود مخالفت کے لوگ اُس سے فائدہ اُٹھا رہے ہیں بلکہ موافقت میں اتنی اشاعت ہوتی تو ایسی قدر ثابت نہ ہوتی۔ جامع کہتا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کفار ہمیشہ ان بن رکھتے تھے مگر آپکے کارناموں میں بالکل شک کی مجال نہ رکھتے تھے جانتے تھے کہ بات تو یہی ہے کہ جو یہ کہتے ہیں۔ پھر فرمایا کہ میں نے اپنے بزرگوں کی تکفیر کرنیوالوں کے واسطے اپنے بیان میں یہ کہا تھا کہ ہم ایک فیصلہ کرتے ہیں کہ تم اپنی جماعت میں چند لوگ منصف تجویز کرلو اور ان کافروں کے پاس بھیجدو کہ وہ انکا سارا کچا چٹھا اپنی آنکھ سے دیکھ لیں اور پھر اُن ہی سے دریافت کرو کہ ان کافروں کا کیا حال ہے۔ انشاء اللہ تعالےٰ وہ خود اگر یوں کہدیں کہ تم ایمانداروں سے وہ کافر اچھے ہیں تب تو تکفیر سے توبہ کرلو ورنہ پھر سمجھ لو کہ ؎ 15

چون خدا خواہد کہ پردہ کس درد ٭ میلش اندر طعنۂ پاکان برد

اور فرمایا کہ ہمارے یہاں تو یہ سکھایا گیا ہے کہ جب تم کو کوئی کافر کہے تو لاالہ الا اللہ پڑھ دو۔ ہمارے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ اگر میں عنداللہ مومن ہوں تو کوئی میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔

(۶۸) فرمایا کہ جہاں کسی نے ہاتھ میں تسبیح لے لی اور نفلیں پڑھنی شروع کیں تو لوگ

یہ سمجھ لیتے ہیں کہ یہ تو مالک الملک ہو گیا۔ ساری خدائی اُسی کے قبضہ میں سمجھنے لگتے ہیں۔

(۴۸) پنجاب سے ایک بہت لمبا چوڑا خط آیا تھا۔ سب کا خلاصہ یہ تھا کہ میری اشرفیاں گم ہوگئی ہیں وہ بتا دو اور چند شخصوں کے نام لکھے تھے کہ میرا ان پر شبہ ہے۔ حضرت والا نے جواب میں فرمایا کہ میں عامل نہیں ہوں اور اس عمل کو حرام بھی سمجھتا ہوں۔

(۴۹) فرمایا کہ حضرت مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ اکثر پیرزادوں کو بیعت نہیں کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ بھائی پیرزادوں میں سے کبھی پیرزادگی کا اثر نہیں جاویگا یہ چھوٹنا بہت مشکل ہے پھر ہمارے حضرت نے فرمایا کہ حضرت مولانا بہت ہی بڑے دانشمند تھے۔

(۵۰) فرمایا کہ بادشاہوں کو شوکت کی ضرورت ہے اور درویشوں کو شوکت کی ضرورت نہیں ہے چونکہ وہاں اگر شوکت نہ ہو تو آفت برپا ہو جاویگی اور یہاں کیا نقصان ہوگا۔ لہذا جن لوگوں کو انتظامی امور سے تعلق ہے وہ ہمیشہ اس کا خیال رکھتے ہیں کہ شوکت بھی ہو کیونکہ بدون اسکے انتظام عالم نہیں ہو سکتا۔ مگر شوکت اسلامی وہ چیز ہے کہ شوکت دُنیا اسکے سامنے گرد ہے ہیچ ہے حضرت مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ بالکل سادے رہتے تھے مگر لوگونکی ہمت بھی ۱۶
نہیں ہوتی تھی کہ سامنے بات کر سکیں لیکن حضرت کی خدمت میں بیٹھنے سے سوالات خود بخود حل ہو جایا کرتے تھے فرمایا کہ میں نے ایک روز عرض کیا کہ اگر باطن کے متعلق مجھے کوئی ضرورت ہوا کرے تو میں دریافت کر لیا کروں فرمایا کہ اچھا اسکے بعد صرف ایک بار ایک بات پوچھی۔ پھر مجھے تمام عمر کسی سوال کا وسوسہ بھی نہیں ہوا۔

(۵۱) ۱۰ رجب ۱۳۴۶ھ ایک صاحب کا خط آیا تھا جس میں منجملہ اور امور کے یہ بھی لکھا تھا کہ والد صاحب کا انتقال ہو گیا ہے اُسی روز سے برابر قرآن شریف پڑھکر بخش رہا ہوں اور انکے کپڑے بھی سب خیرات کر دیئے مگر والد صاحب کو خواب میں دیکھا کہ ایک تہبند باندھے ہوئے بالکل ننگے ہیں۔ اس خواب کی تعبیر سے مشرف فرماویں۔ حضرت والا نے فرمایا کہ میں نے یہ لکھدیا ہے کہ خواب کوئی مہتم بالشان چیز نہیں ہے جسکی اتنی فکر ہے اور فرمایا کہ اسکی تعبیر ہو سکتی تھی مگر اسکا سلسلہ ہی کیوں نہ منقطع کر دیا جاوے ورنہ تعبیر یوں ہو سکتی ہے کہ صدقے میں کوئی بات خلاف ہو گئی ہو گی اسلئے وہ خیرات نہ پہنچی ہو۔

(باقی آئندہ)

(۵۲) ایک صاحب کا خط آیا تھا کہ جناب مولوی صاحب آپ جو لوگوں کو خط کے ذریعہ سے مرید کرتے ہیں اسکی کیا دلیل ہے اور یہ سنت سے ثابت ہے یا نہیں۔ فرمایا میں نے جواب میں لکھا ہے کہ یہ میرا فعل ہے۔ آپ میرے فعل کی دلیل کیوں دریافت کرتے ہیں آپ کو کیا حق ہے آپ بلا دلیل کسی کو مرید نہ کریں۔

(۵۳) ایک صاحب پانی پڑھوانے کو آئے اور آکر خاموش کھڑے ہوگئے۔ جب حضرت نے دیکھا اور فرمایا کہ کیوں کھڑے ہو۔ بیٹھتے کیوں نہیں۔ کیا مجھے تکلیف پہونچانے پر سب نے اتفاق کر لیا ہے ان صاحب نے کہا کہ جی مجھے پانی پڑھوانا ہے۔ فرمایا تو منہ سے کیوں نہیں کہتے کیا تمہارا یہ خیال ہے کہ مجھے علم غیب ہے تمہارے انداز سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ مجھے علم غیب ہونا چاہئے تھا۔ پھر ظرافت سے فرمایا کہ مجھے غیب کا علم نہیں ہے مگر عیب کا ہے۔

(۵۴) فرمایا کہ آجکل تو یہ رہگیا ہے کہ ایک کام مشورہ سے طے ہوتا ہے پھر اُسکے خلاف بلا مشورہ اسمیں تصرف کر لیا جاتا ہے اب ان سے پوچھئے کہ جو بات مشورہ سے طے ہوتی تھی وہ مشورہ کے خلاف اکیلے کیوں کی۔ اگر خلاف ہی کرنا تھا اسمیں بھی مشورہ کر لیتے یہی تو خرابی ہے کہ جس شخص ۱۷
کو کام دیدیتا ہوں وہ اپنے آپ کو مجتہد اور مستقل سمجھنے لگتا ہے اسی واسطے تو میں کوئی کام کسی کے سپرد نہیں کرتا۔ مجھے ان باتوں سے سخت تکلیف ہوتی ہے اور پھر لوگ مجھی کو بد اخلاق کہتے ہیں۔ اُن کو کوئی نہیں دیکھتا۔ افسوس ساری دُنیا کے اُلو میرے ہی پاس جمع ہوگئے ہیں۔ یہ اسپر فرمایا تھا کہ حوض کی تیاری میں ایک صاحب نے کچھ تعمیر خلاف مشورہ شروع کرادی تھی اور ایک حاجی صاحب کا نام لے دیا تھا اسکو پیر سے گرادیا اور فرمایا جاؤ حاجی صاحب سے ہی پوچھ کر آؤ جیسا انہوں نے فرمایا ہے ویسا ہی کرو اُن صاحب نے کہا کہ جی معمار نہ مانے اسپر فرمایا کہ ایسی تیسی معماروں کی وہ ہمارے نوکر ہیں یا ہم اُنکے غلام ہیں یوں کہئے کہ آپکی بھی رائے تھی ورنہ انکی مجال ہے کہ خلاف کر سکیں۔

(۵۵) ۱۳ رجب ایک صاحب حضرت والا کو قرآن مجید سنا رہے تھے۔ ان صاحب نے ایک جگہ وصل کیا۔ یعنی آیت پر نہیں ٹھیرے بلکہ ایک آیت کو دوسری آیت سے ملا دیا حضرت والا نے فرمایا کہ تم نے یہاں پر وصل کیوں کیا۔ کیا تم تمام قرآن مجید کا مطلب سمجھتے ہو یا نہیں سمجھتے وہ صاحب یہ سنکر خاموش ہوگئے اسپر حضرت والا نے فرمایا کہ ان لوگوں کی جب ہی تو اصلاح نہیں ہوتی کہ

میرے سوال کرنے پر بھی اپنے عیب کا اقرار نہیں کرتے۔ اجی اگر یون کہدیں کہ نہیں سمجھتا تو یہ جہل کا اقرار ہے اور یون کہدیں کہ سمجھتا ہون تو کھلا ہوا جھوٹ ہے اسلئے آپ اُسے بلّی کے گو کی طرح چھپا رہے ہیں اور میرے پوچھنے پر بھی نہیں بتاتے پھر غصہ سے فرمایا ارے بتاتا کیون نہیں تجھے سارے قرآن کے معنی آتے ہیں اُن صاحب نے اقرار کیا کہ نہیں آتے اسپر فرمایا کہ پھر یہان پر وصل کیون کیا۔ کیا اوقات مقرر کرنے والونکو تم لوگ بیوقوف سمجھتے ہو ارے یہ جاہلون کیواسطے ہی لکھے گئے ہیں بس آپ کا زہد و تقوی تو پانی ہی میں ختم ہو چکا۔ طہارت کے باب میں تو آپکو اتنی احتیاط ہے۔ کہ کنواں بھی ناپاک حوض بھی ناپاک۔ لوٹا بھی ناپاک۔ ہنسکر فرمایا لنگوٹا بھی ناپاک حالانکہ فقہا نے طہارت کے باب میں بہت ہی وسعت سے کام لیا ہے اسمیں تو آپ کو تقوی سوجھا اور قرآن میں بیٹھے ہوئے تعریف کر رہے ہیں۔ بس جی آجکل تو کلا بی تقوی رہگیا ہے یعنی کتے کا تقوی وہ کمبخت موتنے میں تو اتنی احتیاط کرتا ہے کہ ٹانگ اُٹھا کر موتتا ہے اور منہ سے گو چاٹتا پھرتا ہی جن صاحب پر یہ ملفوظ ہوا تھا انکو طہارت کے باب میں وہم ہو گیا تھا اور یہ صاحب حضرت کے ایک شخص کے صاحبزادہ ہیں اسلئے منجملہ اور اصلاحوں کے اسکا بھی ازالہ وقتاً فوقتاً فرماتے رہتے ہیں۔ ۱۸
چنانچہ ان کو ہر نصیحت کے ساتھ اسپر بھی متنبہ کرتے رہتے ہیں اب اُنکے اس مرض کی بہت اصلاح ہو گئی ہے۔

(۱۵) حضرت کے یہان ایک لیٹر بکس رکھا ہے جن لوگون کو کچھ کہنا سننا ہوتا ہے خط میں لکھکر اس لیٹر بکس میں ڈالدیتے ہیں۔ حضرت والا سہولت سے جواب لکھکر بذریعہ خادم کے اُنکے پاس پہنچا دیتے ہیں ایک صاحب نے کچھ بیہودہ اور بے جوڑ باتیں لکھکر بکس میں ڈالدین حضرت والا نے دیکھکر اس پرچہ پر یہ لکھدیا کہ ظہر کے بعد اس پرچہ کو میرے ہاتھ میں دینا۔ بعد ظہر کے اُن صاحب نے پرچہ پیش کیا اسمیں یہ لکھا تھا کہ میں سلام سے محروم رہا اور یہ بھی لکھا تھا کہ میں آپ کو نبیوں اور صحابہ کے برابر سمجھتا ہون۔ اب حضرت والا نے اُن سے دریافت کرنا شروع کیا کہ آپ نے جو یہ لکھا ہے کہ میں سلام سے محروم رہا اور مصافحہ سے محروم رہا اسکا کیا مطلب ہی آیا آپنے سلام کیا تھا میں نے جواب نہیں دیا یا آپ نے مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھائے میں نے دھکیل دیا۔ یا آپ نے خود نہ کیا یا میں نے آپ کو ممانعت کر دی تھی اسپر وہ صاحب بیٹھے رہے۔ پھر دوبارہ استفسار پر بولے کہ جی مجھہ سے

خطا ہوگئی اسپر فرمایا کہ خطا ہوگئی یہ نہیں پوچھتا ہون۔ میری غرض تو یہ ہے کہ آپ کا اس لکھنے سے کیا مطلب تھا اُن صاحب نے کہا کہ یہ مطلب تھا کہ اصلاح ہوجاوے اسپر فرمایا کہ آپ نے اسواسطے خطا کی تھی کہ میری اصلاح ہوجاوے یہ تو ایسی بات ہوئی کہ جیسے کوئی چوری کرے اور حاکم کے دریافت کرنے پر یون کہے کہ چوری اسواسطے کی تھی کہ میری اصلاح ہوجاوے یا کوئی اپنے کپڑے کو گو لگالے اب اُس سے کوئی کہے کہ گو کیون لگا رکھا ہے اور وہ اسکے جواب میں کہے کہ جی کپڑا دھل جاویگا یعنی بغیر گو کے لگائے ہوئے کپڑا پاک ہوگا نہیں اور حاضرین کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ اسپر لوگ مجھے سخت کہتے ہیں اب بتلایئے مجھہ کمبخت کو اتنے تو کام ہیں۔ نماز کے بعد قرآن سنتا ہوں۔ خطوط کے جواب لکھتا ہون۔ بعض روز چالیس چالیس پچاس پچاس خط آجاتے ہیں۔ دوسرے میں بھی تو انسان ہون۔ راحت اور آرام کو بھی جی چاہتا ہے۔ بعض کام ایسے ہوتے ہیں کہ وہ بدون تخلیہ کے نہیں ہوسکتے اسلئے تھوڑا بہت وقت ان کامون کے لئے بھی چاہیئے پھر میں تو اسپر بھی دو ڈھائی گھنٹے دیدیتا ہون۔ ہاں مجھے تلوے سہلانا نہیں آتے اب لوگ چاہتے ہیں کہ میں تلوے بھی سہلایا کرون اور ہر شخص سے پوچھا کرون کہ تمہاری بی بی بھی اچھی ہے بچے اور بابا بھی اچھے ۱۵
ہیں بھائی مجھہ سے تو یہ نہیں ہوسکتا۔ ہاں ضروری بات میں خود ہی دریافت کرلیتا ہون۔ پھر فرمایا چاہیئے کسی سے مشورہ لیکر جو آپکی اصلی غرض ہے اس خط کے لکھنے سے اسکو ظاہر کریئے۔ یون میری تسلی نہ ہوگی۔ انکے خط سے معلوم ہوتا تھا کہ حضرت والا کے معمولات پر اور انتظام پر اعتراض تھا اسیوجہ سے حضرت والا نے بار بار حاضرین کو خطاب کرکے فرمایا کہ یہ معمولات اور انتظام میں نے اپنے مدت کے تجربہ کے بعد مقرر کیا ہے اب اگر کسی شخص کو اس سے اچھا معمول اور انتظام معلوم ہو وہ کہے میں بجان و دل قبول کرنے کو طیار ہون مگر میری سمجھہ میں آجاوے میں اُسپر ہٹ نہیں کرون گا۔ ہان جو خرابیان معلوم ہونگی وہ ظاہر کرون گا جب اُن باتون کا جواب ہوجاوے گا۔ واللہ میں تمام انتظام بدلنے پر طیار ہون یہ کوئی شرعی مسئلہ تو ہے ہی نہیں اپنی اور اپنے دوستون کی سہولت کیلئے اور وہ بھی مدت کے تجربہ کے بعد اور الحمد للہ شریعت کے مطابق دستور العمل مقرر کر رکھا ہے اب ان دونون باتون کا خیال رکھکر یعنی شریعت کے موافق بھی ہو اور سہولت اور راحت بھی ہو کوئی دستور العمل بنادو میں مان لونگا لوگ معمولات میں رائے تو دیتے نہیں اور اُسکے

نتائج میں اعتراض کرتے ہیں جامع کہتا ہے اکثر ملفوظات میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت والا کو دو باتوں کی طرف زیادہ خیال رہتا ہے تتبع اور استحضار کیونکہ ان دو باتوں کے نہ ہونے سے بہت سی غلطیاں ہوتی ہیں۔ چنانچہ قرآن مجید میں بہت کثرت سے سابقین کے قصے اسی واسطے بیان کئے گئے ہیں تاکہ ہم اُن کو یاد کرکے اور سمجھ کے اُن خرابیوں سے بچیں۔

(۷۵) فرمایا کہ ایک صاحب دہلی سے تشریف لائے تھے اور دہلی کے لوگ بہت مہذب ہوتے ہیں مگر آجکل کی تہذیب تعذیب ہے وہ پہلے ایک شخص سے مرید تھے اور اُنکی ہر طرح کی خدمت کرتے تھے جوتے بھی اُٹھاتے تھے اور پیر بھی دباتے تھے جب وہ سفر میں جاتے تو اُنکے ساتھ رہتے تھے۔ غرض جو کام ایک غلام کو کرنا چاہیئے وہ سب کرتے تھے مگر پیر کا میلان چونکہ بدعت کی طرف ہو گیا تھا وہ مرید میرے یہاں چلے آئے تھے اور میرے ساتھ بھی وہی طرز اختیار کیا جو اُن پیر کے ساتھ تھا ہر وقت مجھے بھوت کی طرح چمٹے رہتے تھے جہاں جاؤں جوتہ اٹھا کر رکھیں کبھی پنکھا جھلیں کبھی وضو کیلئے پانی۔ غرض جب میں نہایت تنگ ہوگیا اور سخت تکلیف ہونے لگی تب اُن سے کہا کہ جناب میں سخت پریشان ہوگیا ہوں اور بیحد تکلیف ہوتی ہے خدا کے واسطے مجھے معاف کیجئے میں ان تکلفات کا عادی نہیں ہوں خیر مان تو لیا چونکہ مہذب آدمی تھے مگر دوسرے روز خط لکھ اور ڈبے
20 میں رکھ گئے کہ میں بڑا بدقسمت ہوں بڑا بدنصیب ہوں مجھے آپ نے سعادت سے محروم کر دیا اسپر میں نے کہا کہ جب میں ایسا ہوں کہ آپ کو سعادت سے محروم کرتا ہوں پھر میرے پاس رہنے سے آپ کو کیا نفع ہوگا آپ اور کہیں جایئے جہاں سعادت تقسیم ہوتی ہو۔ اسپر سیدھے ہو گئے۔ سچ کہتا ہوں رسوم کا اسقدر غلبہ ہو گیا ہے کہ حقائق بالکل مٹ گئے اور ایک عقلمند کا خط آیا تھا کہ کئی خط بھیج چکا ہوں مگر جواب سے محروم ہوں میں نے انہیں لکھا کہ کیا یہ ممکن ہے کہ آپ کے خط میرے پاس نہ پہونچے ہوں یا میں جواب لکھ چکا ہوں اور آپ کے پاس نہ پہونچا ہو اسپر اُن صاحب کا جواب آیا بیشک اس میرے لکھنے کی سوائے لغویات کے اور کوئی غرض نہیں میں معافی چاہتا ہوں۔

(۷۶) فرمایا ایک شخص کا خط آیا ہے اُن صاحب نے لکھا ہے کہ میں ہوں تو حنفی مگر چونکہ خود امام صاحب کا ہی قول ہے کہ اگر میرا قول حدیث کے خلاف ہو تو اسکو چھوڑ دو۔ اسواسطے میں فاتحہ خلف الامام پڑھتا ہوں اور آپ سے بھی دریافت کرتا ہوں کہ میں کیا کروں آیا پڑھوں یا نہیں۔ میں نے جواب لکھا کہ جب حدیث کے مقابلہ میں امام کا قول کوئی چیز نہیں تو میرا قول کیا ہوگا۔

(باقی آئندہ)

(۵۹) آجکل جو مدارس میں مدرسین اور طالبین کی طرف سے کوتاہیاں ہوتی ہیں اس کا
ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ مجھے تو ایک مولوی صاحب کی بات بہت پسند آئی وہ دہلی میں رہتے تھے
اب انتقال ہوگیا جب سلم پڑھانے بیٹھے تو اپنے شاگردوں سے کہا کہ تحقیق کے ساتھ پڑھاؤں
یا نفس کتاب پر اکتفا کروں شاگردوں نے کہا صاحب تحقیق کے ساتھ پڑھائیے۔ چونکہ سلم
کی بہت سی شروح موجود ہیں انہوں نے دیکھ بھال کے خوب ہانکی۔ طالب علم بہت خوش
ہوئے۔ دوسرے روز کہا کہ اب بھی تحقیق کے ساتھ پڑھاؤں یا سرسری۔ طالب علموں نے
کہا کہ صاحب تحقیق سے ہی پڑھائیے۔ مولوی صاحب نے کہا کہ ذرا کل کی تحقیق سناؤ کیا یاد
کی ہے۔ اب سب اُلو سے بیٹھے دیکھ رہے ہیں کسیکو کچھ بھی یاد نہیں نکلا۔ مولوی صاحب
نے فرمایا کہ جب یاد نہیں کرتے تو میرا مغز کہانے سے کیا فائدہ ہوا بولو اب کیسے
پڑھاؤں سب نے کہا نفس مطلب ہی کافی ہے۔ پھر مولوی صاحب نے کہا کہ بھائی ہمنے
بھی اُستادوں سے یوں ہی کتابیں سمجھکر پڑھی تھیں۔ یہہ تقریریں جو تمھارے سامنے
کی تھیں یہ خود کتابیں دیکھ کر سمجھ میں آگئیں۔ تم بھی ایسے ہی کتابیں پوری کرلو۔ انشاءاللہ ۲۱
سب کچھہ ہو جاؤ گے حضرت نے فرمایا واقعی اُنہوں نے بہت ہی خیرخواہی کی۔ جو
اُستادوں کو کرنی چاہیے۔ آجکل تو اپنا رنگ جمانیکو اور تقریر صاف کرنیکو یونہی الٹپ ہانکتے رہتے ہیں۔ چاہے کوئی
سمجھے یا نہ سمجھے یہانتک کہ اگر طالبعلم کوئی صحیح بھی سمجھ جاتا ہے اور اپنی زبان سے اُسکے خلاف نکل گیا تو بیچ پھر نبھانے لیے
اُسکو ہانکے جاتے ہیں یہ بات تو میں نے مولانا محمد یعقوب صاحب رحمۃ اللہ علیہ میں دیکھی اور آجتک کسی میں
نہ دیکھی کہ جب کوئی بات سمجھ میں نہیں آئی فوراً اپنے ماتحت مدرسین کے پاس چلے گئے اور مجمع میں جاکر کہدیا
کہ مولانا میں اس کا مطلب نہیں سمجھا ہوں مجھے سمجھا دیجئے اور جب وہاں سے آئے صاف طالب علموں
سے کہدیا کہ مولوی صاحب نے اس کا یہ مطلب بیان کیا ہے اور پھر پڑھانے لگے یہاں تک کہ
اگر کوئی طالب علم بھی صحیح مطلب بیان کردیتا تھا تو فوراً مان لیتے تھے اور فرماتے کہ بھائی تم ٹھیک
کہتے ہو میں غلط سمجھا تھا اور کئی کئی بار فرماتے پھر ایک حالت طاری ہوگئی اور فرمایا کہ اُس شخص کا دل اللہ تعالیٰ نے
لے روگ بنلیا تھا۔ پھر یہ بھی فرمایا کہ یہی حالت حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تھی اپنے خدام سے مسئلہ پوچھ
پوچھ کر عمل کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے تم لوگ عالم ہو دیکھو اگر میں اپنی تحقیقات میں کوئی غلطی کردوں

تو مجھے بتا دینا۔ ورنہ میں خدا کے سامنے کہدوں گا کہ میں اِن لوگوں سے دریافت کرتا تھا انہوں نے نہیں بتایا۔ یہاں تک حضرت کی حالت تھی کہ اپنے واردات کو بھی خدام کے سامنے ظاہر فرمادیا کرتے تھے۔ کہ بھائی یہ میرا وارد ہے کتابوں میں دیکھ لو شریعت کے خلاف تو نہیں ہے۔ پھر یہ بھی فرمایا کہ جب میں کانپور میں پڑھاتا تھا اور طالبعلموں کو کتاب کے شبہے ہوتے اور مجھ سے اُلجھتے تو میں تو صاف کہدیا کرتا تھا کہ میں ناقل ہوں۔ اور ناقل بھی ایسا کہ تصحیح کتاب کا ذمہ دار نہیں۔ یہ بتلاؤ جو کتاب میں لکھا ہے۔ اس کا وہ مطلب ہے یا نہیں جو مینے بیان کیا ہے۔ طالب علم کہتے کہ صاحب جو کتاب میں لکھا ہے اس کا مطلب تو وہی ہے جو آپنے بیان کیا ہے فرمایا کہ میں اُن سے کہتا کہ بس آگے چلو میں نے کتاب کے حل کرنے کا اہتمام کیا ہے سو کتاب حل ہوگئی۔ اب کتاب میں غلطی یا مصنف کی لغزش یہ سب ممکن ہے۔ اس کا نہ میں ذمہ دار نہ تم ذمہ دار۔ تم بھی سوچو میں بھی سوچوں سبق کو کیوں غارت کرتے ہو۔ اور یہ بھی فرمایا کہ میرا یہ بھی معمول تھا کہ جس بات میں شرح صدر
۲۲ نہ ہوا فوراً کہدیا کہ یہاں پر میری سمجھ میں نہیں آیا۔ تم بھی غور کرو میں بھی غور کروں گا۔

(۶۰) فرمایا کہ اب تو وظیفوں کا نام بزرگی ہے اور اخلاق کی درستی کوئی چیز ہی نہیں رہی۔

(۶۱) فرمایا کہ میری بدخلقی اِن لوگوں کے ساتھ ہے جو لوگ مجھ سے تربیت کا تعلق رکھتے ہیں۔ اگر کوئی اس تعلق کو نہ رکھے تو پھر دیکھے میرے خلق کو۔

(۶۲) فرمایا ایک شخص رنگون سے یہاں آئے تھے اور وہ کچھ ہدایا بھی لائے تھے۔ مینے ناشناسائی کے سبب اپنی عادت کے موافق رد کر دیا اور اصرار کرنے پر کچھ تھوڑا سا لے بھی لیا۔ اسپر وہ بہت ہی رنجیدہ ہوئے اور اپنے ایک ساتھی سے اظہار ملال کیا وہ صاحب چونکہ بہت ہی دانشمند اور ہوشیار آدمی ہیں اُنہوں نے کہا حاجی صاحب آپ خدا کا شکر کیجئے آج آپ کو ایک ایسا شخص ملا ہے کہ اُس نے آپکی بات بھی نہیں پوچھی ورنہ جس جگہ آپ گئے سب جگہ آپ کی تعظیم تکریم کی گئی اور فرمایا یہ مینے اسپر کہا کہ وہ طالب ہی نہیں جو طالب تکریم ہو۔ اور فرمایا کہ حضرت تکریم کرانا۔ یا کرنا یہ خود نااہلیت کی دلیل ہے ✤

(۶۳) جب عصر کی اذان ہوئی تو فرمایا کہ اور مذہب والوں کے یہاں تو عبادت کے وقت گھنٹہ بجتا ہے اور یہاں ابتدائی میں ایسے الفاظ ہوتے ہیں جن سے خدا کی عظمت اور شان اور عبادت کی ترغیب ظاہر ہوتی ہے۔

(۶۴) بعد ظہر کے فرمایا کہ حافظ صاحب نے وعظ کے لیے کہا تھا اور مینے وعدہ بھی کرلیا تھا گو دل نہیں چاہتا تھا وہ اب تک بھی بلانے نہیں آئے۔ خدا جانے بھول گئے یا اور کوئی وجہ ہوئی۔ معلوم کرانے کے لیئے ایک صاحب کو بھیجا۔ احقر نے عرض کیا کہ مولوی ظفر احمد صاحب سے وعظ لکھنے کے لیئے عرض کردوں تو اسپر فرمایا کہ جواب آجانے دیجئے۔ ممکن ہے اُن کی رائے بدلجاوے۔ جن صاحب کو جواب لینے بھیجا تھا اُن صاحب نے آکر کہا اُن مولوی صاحب نے یوں کہا ہے کہ تشریف لے آئیے۔ اسپر ان صاحب سے دریافت کیا کہ تم نے یہ بھی دریافت کیا کہ انہوں نے خود کیوں نہیں بلایا اسپر ان صاحب نے کہا کہ یہ تو مجھے معلوم نہیں اسپر حضرت والا نے غصہ ہوکر فرمایا کہ یہ مہمل جواب ہے تمہیں معلوم کرنا تھا کہ آپ
خود بُلانے کیوں نہیں گئے پھر وہ صاحب معلوم کرکے آئے اور کہا کہ عورتیں نماز ۲۳
پڑھ رہی تھیں۔ جامع۔ غرض یہ ہے کہ مجہول بات سے حضرت والا کو بہت تکلیف ہوتی ہے۔ جو بات ہو صاف صاف ہو +

(۶۵) ایک صاحب نے عرض کیا کہ میں ایک مسئلہ دریافت کرنا چاہتا ہوں فرمایا کہ مسئلہ فلاں مولوی صاحب سے دریافت کرو مجھے مسئلے یاد نہیں ہیں مجھ سے تو اور ہی قسم کے مسئلے دریافت کرو۔ اِن مسائل کے بتلانے والے اور بہت ہیں اور ذرا دیر کے بعد فرمایا کہ یہ بات بظاہر معمولی معلوم ہوتی ہے۔ مگر مینے ایک تجربہ کے بعد یہ دستور العمل مقرر کیا ہے۔ بالخصوص ایک خاص شخص کی حالت سے مجھے خوب معلوم ہوگیا ہے وہ ہمیشہ مسائل فقہی پوچھا کرتے تھے جب مینے دیکھا یہ تو اسی میں رہے جاتے ہیں اون صاحب نے منتہائے ترقی اسیکو سمجھ رکھا تھا تب مینے اونکو سختی کے ساتھ منع کردیا پھر ایک ہفتہ کے بعد ابواب باطن کھل گئے۔ اور یہ بھی فرمایا کہ خدا نکرے کہ اگر ان مسائل کے بتلانے والے نہ رہیں پھر تو میں اس سارے کارخانہ کو آگ لگاکر

یہی کام کروں اور یہ بھی بات ہے کہ ایک شخص سے دو کام ایک وقت میں نہیں ہوسکتے مثلاً جو شخص تنور میں روٹیاں لگا رہا ہو اگر وہ گوشت کا دیگچہ بھی چڑھاوے تو دونوں میں سے ایک کام خراب ہوجاوے گا۔

(۶۶) فرمایا دیکھئے بعض جزئیات ایسی ہوتی ہیں کہ بدون موقع او رمحل کے دیکھنے کے قبل بہت معمولی بات معلوم ہوتی ہے۔ مگر جب آدمی پر گذرتی ہے اور اس کا موقع آتا ہے تب معلوم ہوتا ہے کہ یہ بات کسقدر وسیع اور قابل اہتمام تھی جس کو معمولی سمجھا جاتا تھا بات یہ ہے سہ

اے ترا خارے بپا نشکستہ کے دانی کہ چیست
حال شیرانے کہ شمشیر بلا برسر خورند

مجھے چونکہ کام پڑتا رہتا ہے اور بعض معمولی معمولی باتوں سے سخت اذیت اور تکلیف پہونچتی ہے اس لیے اہتمام کرتا ہوں لوگ مجھے وہمی اور بد اخلاق کہتے ہیں۔ ایک صاحب نے لکھنؤ سے
۲۴ ڈیڑھ صد روپیہ کا منی آرڈر بھیجا اور لکھا کہ ۵۰ روپیہ مدرسہ امدادیہ کے لیئے اور یکصد روپیہ مدرسہ دیوبند کے لیئے ہیں اب دیکھئے یہ ایک معمولی سی بات ہے کہ یہاں سے میں سو روپیہ کا منی آرڈر دیوبند کو کردوں مگر مجھے جو باتیں پیش آئی ہیں وہ سنیئے کل تو تعطیل تھی میں نے اپنے پاس اس روپیہ کو امانت رکھا اور مجھے کسیکی امانت رکھنے سے سخت تکلیف ہوتی ہو اور آج میں صبح کے وقت لوہاری چلا گیا وہاں سے قریب بارہ کے یہاں واپس آیا تھوڑی سی دیر کو گھر چلا گیا وہاں سے یہاں آیا قیلولہ کی کچھ عادت ہے لیٹا تو فوراً ہی یہ خیال ہوا کہ اس روپیہ کو روانہ کرنا چاہیئے لفافہ لکھ کر بیمہ طیار کیا مشکل سے اوسکو سیا۔ کیونکہ لفافہ موٹا اور بہرا اوس میں نوٹ نیز مجھے ان کاموں کی کرنے کی مجھے عادت نہیں سو روپیوں کے نوٹ تلاش کرائے وہ مشکل سے ملے جب بنا بنوکر اسے طیار کیا تو اب لاکھ نہیں۔ مہر کہیں چیز سے لگاؤں۔ مگر میرے پاس بعض رجسٹریاں آجاتی ہیں اوس کی لاکھ چھوڑا کر رکھ لیتا ہوں اوسے اوٹھا کر گھر لے گیا۔ گھر میں اوسے پگھلا کر بتی بنادی (خدا اونکا بھلا کرے) مگر چونکہ وہ لاکھ استعمالی تھی۔ یا میں ناواقف تھا اسلیئے مہر بہت ہی بری آئی۔ اچھا آدمی کو ڈاک خانہ

لیکر بہیجا اپنی نیند خراب کی اونکو پریشان کیا جب وہاں لیکر گئے تو ڈاک منشی نے بہت سے عیوب نکالکر واپس کردیا پہر نیا لفافہ منگایا اور اوسکو تیار کیا پہر ان بیچاروں کو بہیجا اب وہ روانہ کرکے آئے ہیں غرض یہ ہے کہ اپنا سارا کام چہوڑا سخت پریشان ہوا سونا گیا جب اون کی چاندی پہونچی ہے۔ صرف یہ اظہار کرنے کے لئے کہ ہم جیسے تمہارے معتقد ہیں ایسے ہی تمہارے مجمع کے بہی معتقد ہیں تمہارے مدرسہ کی بہی خدمت کرتے ہیں اون کے مدرسہ کی بہی خدمت کرتے ہین مجہے پریشان کر ڈالا کیا اُن سے یہہ خود نہیں ہوسکتا تہا کہ دیوبند کو علٰحدہ منی آرڈر کردیتے اون کے پاس تو ملازمین وغیرہ موجود ہین۔ صرف اونکو زبان سے کہنا تہا۔ میرے پاس تو کوئی ملازم بہی نہیں طلبا، کا احسان اُٹھایا۔ غرض اب خدا خدا کرکے اوس سے سبکدوش ہوا ہوں تین یوم برابر پریشان ہوا۔ اسپر لوگ مجہے وہمی کہتے ہیں یہہ اچہا وہم ہے کہ ہمیشہ مطابق واقعہ کے ہوتا رہتا ہے۔ اور یہ بہی فرمایا کہ مینے احتیاطاً ایک ٹکٹ زائد دیدیا تہا بہیجانے والے تو کافی بتلاتے تہے وہاں جاکر اوس نے وزن کیا تو معلوم ہوا کہ ایک ٹکٹ اور لگایا جاوے گا۔ یہ ساری خرابی اسکی ہے کہ لوگوں نے طریق کو چہوڑ رکہا ہے ۲۵
ہے اور قوت فکریہ سے کام لینا چہوڑ دیا ہے ایک صاحب نے عرض کیا کہ حضرت لوگ سوچتے تو بہت ہیں مگر پہر بہی کوتاہی ہوجاتی ہے حضرت والا نے بطور ظرافت ہنسکر فرمایا کہ میں بہی جانتا ہوں سوچ ہی کر تو بہیجا ہے میں تو خود اسکا قائل ہوں اور اسیوجہہ سے مجہے تکلیف بہی زیادہ ہوئی کہ انہوں نے اپنا نفع تو سوچا اور یہہ نہ سوچا کہ میرے اوپر کیا گذرے گی۔ پہر یہ بہی فرمایا کہ وہ بیچارے اچہے آدمی ہیں۔ اور باوجودیکہ ایک دوسرے صاحب سے معتقد ہیں پہر بہی ہمارا خیال رکہتے ہیں اور فرمایا خوش اون ہی سے نہیں ہیں بناہتے ہیں۔ چونکہ ہر وقت وہاں رہنا سہنا ہوتا ہے جس مجمع میں رہتے ہیں وہ سارا مجمع اونہیں دوسرے صاحب کا ہے اور وہ چونکہ خلوت نشین ہیں اس سے لوگونکو اونکی طرف کشش ہے اور یہ بہی فرمایا خلوت عجیب چیز ہے جب لوگوں کو معلوم ہوتا ہے کہ کسی نے ملنا چہوڑ دیا ہے تو مخلوق کی رجوعات ہونے لگتی ہے انسان کا قاعدہ ہے کہ کسی چیز سے روکا جاتا ہے اوسیکی طرف زیادہ مائل ہوتا ہے اور یہ بہی فرمایا کہ ملنے کو تو خلوت نشین کا

بھی دل چاہتا ہے چونکہ انسان مدنی الطبع ہے مگر اپنے اوپر جبر کرکے روکے رہتا ہے۔ حاصل یہ ہوا کہ بعضے بظاہر خلوت میں ہیں دل اونکا جلوت میں ہے۔ اور بعضے بظاہر جلوت میں ہیں اور بباطن خلوت میں ہیں اسپر فرمایا کہ وہ ہی بات ہے جو حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ ہند میں رہکر آرزوے مکہ بہتر ہے۔ اس سے کہ مکہ میں ہو اور ہندوستان میں دل ہو اسپر ایک بزرگ کی حکایت فرمائی کہ جب اون کا انتقال ہوا کسی شخص نے خواب میں دیکھا حال دریافت کیا فرمایا کہ الحمد للہ نجات بھی ہوگئی اور مقامات بھی عطا ہوئے مگر جیسے فلاں شخص جو غریب میرے محلہ میں رہتا تھا اور ہمیشہ آرزو کیا کرتا تھا کہ اے الہ العالمین اگر مجھے فراغت نصیب ہو تو میں بھی تیری عبادت کروں جو مرتبہ اوسکو نصیب ہوا ہے وہ مجھے نصیب نہیں ہوا اس سے معلوم ہوا کہ خلوت بھی وہ ہی محمود ہے جو دل سے ہو گو چاہے جسد جلوت ہی میں ہو ع

حجرہ دل میں لاکھ بیٹھیے خلوت کہاں نصیب

جب تک کہ جان و دل میں بسا تو ہی تو نہ ہو (جامع)

۲۶ پھر فرمایا کہ مولانا رومی رحمۃ اللہ نے خلوت کے علی الاطلاق مفید نہ ہونیکو ایک جگہ بیان فرمایا ہے کہ اے عزیز تو جو خلوت کو مطلقاً افضل کہتا ہے یہ بھی خلوت ہی کی برکت ہے۔ اگر جلوت میں جاکر یہ معلوم نہ ہوتا تو تجھے اس کے فضائل کہاں سے معلوم ہوتے پھر فرمایا کہ ہاں ایسا وقت ہر شخص کے لیے چاہیے تھوڑا ہی ہو ضروری ہے کہ کسیوقت خلوت میں رہے حتےٰ کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم خود پسند فرماتے تھے چنانچہ ابتدائً غار میں جاکر رہا کرتے تھے پھر حق تعالیٰ بھی حکم فرماتے ہیں فاذا فرغت فانصب والی ربک فارغب۔

(۲۷) ایک صاحب گجرات سے تشریف لائے حضرت والا نے دریافت فرمایا آپ کہاں سے تشریف لائے ہیں انہوں نے کہا کہ گجرات سے حاضر ہوا ہوں اسپر فرمایا کہ میرا کوئی خط ہے آپ کے پاس۔ اون صاحب نے عرض کیا کہ میں نے عریضہ بھیجا تھا مگر جواب نہیں ملا۔ فرمایا کہ جواب کا انتظار کرتے یا مکرر خط بھیجتے۔ اون صاحب نے کہا کہ شوق میں چلا آیا۔ پھر فرمایا کہ وطن بھی آپ کا گجرات ہی ہے۔ اون صاحب نے کہا کہ وطن تو ہمارے فرمایا کہ مجھے طرز گفتگو سے شبہ تھا پھر آپ ہاں کیا کرتے ہیں اون صاحب نے کہا کہ گوشہ میں

پڑا رہتا ہوں حضرت نے یہ سنکر بہت دیر تک خاموشی فرمائی اور پہر فرمایا کہ مینے آپ سے دو سوال کیئے مگر دونوں کا جواب ایسا مبہم ملا کہ شاید اب اور کچھ نہ دریافت کرسکونگا اون صاحب نے عرض کیا کہ میں کوہ مری ایک جگہ ہے گرمی میں وہاں چلا جاتا ہوں۔ اور گجرات میں ملازم ہوں فرمایا کہ اب سمجھہ میں آگیا مگر ایک سوال کا جواب اب بھی سمجھ میں نہیں آیا اون صاحب نے کہا کہ وہاں میرے پیر و مرشد رہتے ہیں اون کا حکم ہے کہ نوکری چھوڑ کر یہاں چلے آؤ اس وجہ سے میں وہاں جا رہا ہوں ساتھہ ہی یہ بھی خیال ہوا کہ حضور سے بھی ملتا چلوں حضرت نے فرمایا کہ اب بات سمجھہ میں آئی ہے اور پہلے تو کوئی بھی نہ سمجھا ہوگا پھر دوسرے دن اُنہیں صاحب نے کہا کہ مجھے بھی کچھہ تعلیم کر دیجئے گا۔ اسپر فرمایا کہ جناب میں خیر خواہی سے کہتا ہوں کہ تعلیم کا سلسلہ اونہیں بزرگ سے رہنے دیجئے جنسے آپ بعیت ہیں اور جو تعلیم انہوں نے فرمایا ہے اوسکو کرتے رہیئے گا اور فرمایا کہ کچھہ تعلیم کیا ہے یا نہیں۔ اون صاحب نے کہا کہ جی کیا ہے پہر فرمایا کہ آپ اونہیں اطلاع کرتے ہیں یا نہیں اون صاحب نے کہا کہ اطلاع تو نہیں کرتا فرمایا کہ جب آپ اطلاع نہیں کرتے تو کیا فائدہ ہے فضول تحقیقات میں تو پڑے ہوئے ہیں اگر آپ بزرگوں کے ملفوظات اور احوال کے مطالب حل کر ہی لیں تو فرمایئے کہ جب تک خود کام نہ کرینگے آپ کو کیا نفع ہوگا یہ اسپر فرمایا کہ اون صاحب نے مجدد صاحب کی بعض عبارتوں کا مطلب دریافت کیا تہا اور یہ بھی فرمایا کہ لوگ بہت سارے مشایخ سے تعلق کر لیتے ہیں پہر نہ ادہر کے رہتے ہیں نہ ادہر کے رہتے ہیں اون کے یہاں کی تعلیم اون سے چھپاتے ہیں اور اون کے یہاں کی تعلیم ان سے چھپاتے ہیں اسی چکر میں ساری عمر گذر جاتی ہے۔ اسپر یہہ حکایت فرمائی کہ فلاں طرف میں ایک صاحب نے اپنی لڑکی کا دو جگہ نکاح کیا اور ہر ایک سے یہہ ٹھیرایا کہ چھہ ماہ ہمارے گھر رہا کرے گی اور چھہ ماہ آپ کے گھر رہا کرے گی ایک عرصے کے بعد عقدہ حل ہوا کہ ایک شوہر نے ایک دولائی بہت نفیس اوس بے حیا عورت کو بنا دی تہی وہ چادر اُس کے شوہر ثانی کو پسند آگئی اوس نے مانگ لی اور اُسکو اوڑھکر مجلس میں گئے اتفاقاً دونوں شخص وہاں جمع ہوگئے شوہر اول نے چادر پہچانی مگر دلمیں خیال کرتے تہے کہ ممکن ہے کہ اس نے بازار سے ۲۷

ایسا ہی کپڑا خرید اہو بالآخر دل نہ مانا ایک تدبیر سے اون سے معلوم کیا کہ حضرت آپ نے کہاں سے یہ چھینٹ خریدی ہے۔ مجھے بہت پسند ہے اگر آپ پتہ دیں تو میں بھی منگالوں صاحب ثانی نے کہا کہ مجھے سسرال سے ملی ہے اسپر اونہوں نے کہا کہ مجھے اون کا ہی پتہ دیجئے گا۔ جب پتہ معلوم ہوا تو اور بھی حیران ہوئے کہ یہ تو میری سسرال کا ہی پتہ ہے پھر سوچے کہ ممکن ہے اون کی دوسری دختر منسوب ہو بالآخر اون سے کہا کہ تکلیف کر کے مکان دکھا دیجئے گا۔ جب وہاں پہونچے تو وہ ہی سسرال ہے خسر صاحب کو آواز دی جب وہ باہر تشریف لائے تو اون کا رنگ دونوں کو دیکھ متغیر ہوگیا۔ پھر تو اول شخص نے اُنکی ہٹھی پکڑ کر مرمت شروع کردی دوسرے صاحب سخت حیران تھے اسپر شخص اول نے کہا کہ آپ گھبراویں نہیں آپ بھی ایسا ہی کریں گے اور فارغ ہوکر قصہ کہا تو صاحب ثانی نے بھی خوب مرمت کی یہی حال ہوتا ہے دو شیخ سے تعلیم لینے والیکا۔

(۶۸) ایک صاحب نے حضرت والا کو ایک لفافہ دیا اوسکو دیکھ کر فرمایا کیا میں نے تم سے یہ کہا تہا کہ اون سے خط لکھا کر لائیو اون صاحب نے عرض کیا کہ مجھے یاد نہیں رہا تھا ۲۸
اسپر فرمایا کہ تم نے کہا کیوں نہیں کہ مجھے یاد نہیں رہتا۔ تم اپنی شان بڑی سمجھتے ہو۔ پھر غریبوں کی بات کیطرف کیوں توجہ ہو شان تھوڑی نہو جائے گی۔ میں نے تمہاری بہت ہی اصلاح کی مگر پھر بھی تمہارے اندر وہ ہی مرض موجود ہے وہی تکبر، وہی نخوت، یاد رکھو کہ جیسے فساق و فجار شیطان کے قبضہ میں ہیں ویسے ہی وہ متقی جو حدود شریعت سے تجاوز کرتے ہیں شیطان کے قبضہ میں ہیں پس اس کی احتیاط اور تقوی تو پانی میں ہی منحصر ہوگیا ہے (چونکہ ان صاحب میں طہارت کے معاملہ میں وہم کا بھی مرض ہے)

(۶۹) فرمایا آج ایک بہت لمبا چوڑا خط آیا تہا انہیں معاملات کے متعلق جو آجکل ہورہے ہیں (یعنی شورش) فرمایا میں نے یہ شعر لکھدیا ہے ؎

اذا لم تستطع شیئاً فدعہ وجاوزہ الی ماتستطیع

اور فرمایا کہ یہ فقط شاعری نہیں ہے بلکہ اسوقت شرعی مسئلہ یہی ہے اتفاق سے یہ شعر یاد آگیا اس لیے لکھدیا ہے اور اسیطرح ایک شخص کا اور خط آیا تہا وہ بھی بہت ہی لمبا چوڑا تھا۔

(باقی آیندہ)

حاصل یہ تہاکہ ہمکو کیا کرنا چاہیئے ہیں نے لکھا کہ آپ ایک فہرست بنا کر بہیجدیجئے کہ آپ کیا کیا کرسکتے ہیں اوسپر میں لکھدوں گا کہ یہ جائز ہے یہ ناجائز ہے۔

(۷۰) فرمایا کہ ہر جگہ بدگمانی اور تجسس کرنا ٹہیک نہیں ہے بلکہ اسکی بہی ایک تفصیل ہے اگر اوس شخص سے تعلق تربیت واصلاح ہو جسمیں شبہ ہے تو دریافت کرے بلکہ بعض محل میں دریافت کرنا ضروری ہے نواح پانی پت کے ایک صاحب نے پندرہ روپیہ اس مدرسہ کے لیئے مجکو دیے مینے ان سے دریافت کیا کہ میرا یہ خیال ہے کہ تم نے یہاں اسواسطے روپیہ دیے ہیں کہ میں خوش ہونگا سچ بتاؤ میرا یہ خیال صحیح ہے یا نہیں ان صاحب نے خود اقرار کیا کہ جی حضرت بات تو یہی ہے۔ مجھے یہ شبہ اس سے ہوا کہ پانی پت میں بہی مدرسہ ہے غربا و مساکین بہی ہیں۔ پہر یہاں کی تخصیص کیوں کی حالانکہ یہ ایسی بات ہے کہ سب جگہ جاری ہوسکتی ہے۔ مگر مجھے ایسے شخص کی تفتیش سے کیا غرض جو مجھہ سے تعلق نہیں رکہتا چنانچہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رض کے واقعہ میں اون سے

29 خود دریافت کیا ہے کہ اے عائشہ رض ہم نے تمہاری بابت ایسا ایسا سنا ہے اگر یہ بات صحیح ہے تو مجھہ سے کہدو میں تمہارے واسطے استغفار کرونگا اور دوسرے لوگوں کے بارے میں صحابہ سے فرماتے ہیں کہ میرے سامنے کسی کی باتیں نہ بیان کیا کرو۔ میں چاہتا ہوں کہ لوگوں سے میرا دل صاف رہے اور قرآن پاک میں بہی موجود ہے کہ لوگوں کے بھید نہ معلوم کرو چنانچہ ارشاد ہے فلا تجسسوا الخ اسی کے ذیل میں فرمایا یہاں یہ ایک شخص نے دوسرے شخص کو امر بالمعروف کیا اور مجھے شبہ ہوا اون سے دریافت کیا کہ آپنے فلاں شخص کو امر بالمعروف کیا ہے اون صاحب نے کہا کہ جی ہاں فرمایا مینے اون سے کہا کہ آپ مسجد میں کہڑے ہیں اللہ کا نام لیتے ہیں اگر جھوٹ کہوگے تو دنیا و آخرت دونوں برباد ہو جاویں گے اب بتلائیے کہ جسوقت آپنے ونکو امر بالمعروف کیا تھا آپ اونسے اپنے کو اچھا سمجھتے تھے یا نہیں۔ اونہوں نے اقرار کیا کہ بیشک یہ بات تو تہی میرے اندر فرمایا یہ تو ہدایت نہیں ہے یہ تو گمراہی ہے اور گمراہی بھی کیسی بلکہ شرک ہے۔ پہر اب کیا ہونا چاہیئے کہا جو آپ فرماویں مینے کہا کہ تمام

نمازیوں کے جوتہ سیدھے کیا کیجئے اور سب کو لوٹہ بھر بھر کر دیا کیجئے اور چونکہ یہ مرض پیدا ہوا ہے ذکر و شغل سے بالکل ذکر و شغل چھوڑ دیجئے مگر مجھے پھر اللہ کے نام کا ادب غالب ہوا میں نے کہا کہ مطلب یہ ہے کہ خصوصیت کیساتھ اس صورت سے جیسے ذاکر کیا کرتے ہیں نہ کیا کیجئے بلکہ یونہیں چلتے پھرتے کر لیا کیجئے چاہے اوس سے زیادہ کر لیا کیجئے اس عمل کے کرنے سے انکو اسقدر فائدہ ہوا۔ وہ خود اقرار کرتے تھے کہ مجھے دس سال میں بھی اتنا نفع نہ ہوتا۔

۱ے - فرمایا علما کے لالچ نے اسقدر اس طریق کو لوگوں کی نظروں میں حقیر کر دیا ہے کہ ایک جگہ بھانڈوں نے نقل میں بیان کیا کہ سب سے زیادہ منحوس فرقہ کونسا ہے تو انہوں نے مولویوں کو کہا ایک شخص نے دریافت کیا کہ اسکی دلیل۔ تو کہا کہ لوگ ہمیشہ یہ دعا کرتے رہتے ہیں کہ کوئی مرے تو روٹی حلوا ملے۔ اور سب سے بہتر فرقہ بھانڈوں کا ہے اس لیے کہ ہمیشہ خوشی کی دعائیں کرتے ہیں اسپر ایک صاحب نے عرض کیا کہ حضرت یہ مدرسے تو اب نام ہی کے رہ گئے ہیں اُن سے کچھ نفع نہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ نہیں صاحب میں بالکل اس کے
۳۰ خلاف ہوں مدارس کا وجود خیر کثیر ہی اور بڑی برکت کی چیز ہے اسپر مجھے شیخ سعدیؒ کی حکایت بہت ہی پسند ہے۔ لکھا ہے کہ ایک شہزادے کے تاج کا لعل کسی شکارگاہ میں کھویا گیا تھا اور رات کا وقت ہو گیا تھا تلاش سے نہیں ملا اوس نے خدام کو حکم دیا کہ یہاں کے سب کنکر و پتھر جمع کر کے لیچلو۔ اطمینان سے تلاش کر لینا۔ چنانچہ اونہیں میں سے لعل نکل آیا۔ اسی طرح ان مدارس میں سے ایسے ایسے لوگ نکل آتے ہیں کہ جو سارا دین کا کام سنبھال لیتے ہیں۔

۲ے - فرمایا انما الاعمال بالنیات جو حدیث شریف میں ہے یہ بیان ماننے طاعات کے متعلق ہے معاصی میں نہیں ہے مطلب یہ ہے کہ طاعات میں اگر نیت نیک ہوگی تب تو وہ مقبول ہیں اسطرح مباح میں اگر نیت دین کی ہو وہ دین ہو جاتا ہے اور یہ نہیں ہے کہ معاصی میں نیت نیک کرنے سے وہ معاصی طاعت بنجاویں گی۔

۳ے - فرمایا کہ ایک مرتبہ ہمارے حضرت حاجی صاحبؒ اور مولوی رحمت اللہ صاحب کیرانوی میں گفتگو ہوئی مولوی صاحب نے حضرت حاجی صاحب سے کہا کہ آپ تو اپنے

آپ کو جنید وقت سمجھتے ہیں ۔حضرت حاجی صاحبؒ نے فرمایا میں بھی کہہ سکتا ہوں کہ آپ اپنے کو بوعلی سینا سمجھتے ہیں ۔ اس کے بعد مولوی صاحب گھر گئے تو اونپر گریہ طاری ہوا اور صبح کو حضرت کی خدمت میں معذرت کی ۔

(۷۴) فرمایا کہ مولوی رحمت اللہ صاحب جب قسطنطنیہ سے واپس آئے تو حضرت حاجی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا کہ سلطان المعظم ایسے ایسے ہیں اگر آپ فرمائیں تو آپ کے واسطے سلطان سے کچھ عرض کردوں ۔حضرت حاجی صاحبؒ نے فرمایا کہ کیا نتیجہ ہوگا جو آپ کو ملا وہی مجھے ملے گا یعنی بیت اللہ سے بعد اور بیت سلطان سے قرب مگر آپ سلطان کی بہت تعریف کرتے ہیں کہ دیندار ہیں میرے واسطے دعا کرا دیجئے پھر فرمایا چونکہ حضرت بڑے محقق تھے جامع تھے اسلئے یوں فرمایا کہ دعا کے لیے کہنا یہ شاہی آداب کے خلاف ہے آپ میرا سلام عرض کردیں وہ جواب دیں گے اوہمیں دعا ہو جاوے گی ۔

(۷۵) ایک صاحب نے حضرت والا کی خدمت میں ایک لفافہ پیش کیا کہ یہ فلاں صاحب نے بھیجا ہے دیکھکر فرمایا اسکو واپس کردو وہ خود کیوں نہیں بھیجتے واسطہ کی کیا ضرورت ہے وہ لوگو نپر اپنا بوجھ کیوں ڈالتے ہیں اور ان صاحب سے کہا کہ آپکو نصیحت کرتا ہوں کہ آئندہ کو کسیکا سلام و پیام مجھسے نہ کہا کیجیگا آپ اپنا کام کرنے آئے ہیں یا لوگوں کے سفیر ہیں ۔ ۴۱

(۷۶) فرمایا ایک صاحب نے مجھ سے دعا کیواسطے کہا میں نے جواب دیا آپ خود بھی تو دعا کیجئے اون صاحب نے کہا کہ میں اس قابل کہاں ہوں میں نے کہا کہ سبحان اللہ آپ کلمہ تو پڑھ لیتے ہیں جو سب کی اصل ہے ۔ اس کے لیے تو آپ قابل ہو گئے اور دعا کے قابل نہیں اور یہ بھی فرمایا کہ دعا کے واسطے قابلیت کی ضرورت نہیں ہے اس لیے کہ دعا تو ایک سوال ہے اور یہ ظاہر بات ہے کہ سوال تو نا قابل ہی کیا کرتا ہے یہاں تک کہ دعا کیواسطے شیطان ہونا بھی مانع نہیں چنانچہ شیطان کی بھی دعا قبول ہوئی پھر میری سمجھ میں نہیں آتا کہ آپ کیوں قابل نہیں ہیں لوگوں کو شیطان نے اس غلطی میں مبتلا کر کے ایک خیر کثیر سے روک رکھا ہے ۔

(۷۷) فرمایا ایک حاجی صاحب ساکن تھانہ بھون ہی تھے وہ نماز نہیں پڑھا کرتے تھے

ایک مرتبہ میرا اور اون کا کیرانہ کا سفر ہوا راستہ میں جب نماز کا وقت آیا میں نے گاڑی والے سے کہا کہ بھائی گاڑی روک لے میں اوتر کر لوٹا لیکر ایک نہر کیطرف پانی لینے گیا اور میں نے اون سے کچھ نہیں کہا اور یہ خیال کیا کہ دیکھوں یہ کیا کرتے ہیں وضو کر کے میں نے نماز شروع کر دی وہ بھی چپکے چپکے پانی لاکر وضو کر کے میرے ساتھ کھڑے ہو گئے اور سارے سفر میں نماز پڑھتے رہے لوگوں نے جب اون کو نماز پڑھتے دیکھا تو ہنسی کی کہ حاجی بھی نمازی ہو گئے حاجی نے کہا کہ بھائی مجھے نماز سے انکار تھوڑا ہی ہے میری نماز تو ان مولویوں نے لمبی لمبی رکعتیں پڑھکر چھوڑوا دی ہے اور میرا نام لیکر کہا کہ اگر اوس جیسا امام ہو کہ مختصر مختصر نماز پڑھا دیا کرے تو کبھی بھی نماز نہ چھوڑوں اسپر فرمایا کہ واقعی لوگ ایسی نماز پڑھاتے ہیں کہ مقتدی پریشان ہو جاتے ہیں چنانچہ ایک مرتبہ مظفر نگر کے سفر میں میرا بھی ایک بزرگ کیساتھ جانا ہوا اونہوں نے جنگل میں صلوۃ اوابین شروع کردیں میں بہت ہی پریشان ہوا ہر کام میں تفقہ کی ضرورت ہے اور روایات کے یاد کرنے کو
فقہ نہیں کہتے ہیں فقہ دین کی سمجھ کا نام ہے۔ حدیث میں ایک راہب کا قصہ آیا ہے ۳۲
جریج نامی بہت عابد زاہد تھے ہمیشہ صومعہ کے اندر رہا کرتے تھے یہ ایک دن نماز میں مشغول تھے اونکی والدہ نے کسی ضرورت سے پکارا یہ چونکہ نماز میں تھے نہ بولے وہ خفا ہو کر واپس چلی گئیں اور ان کے واسطے بد دعا کی کہ اے اللہ یہ جبتک نہ مرے کہ جبتک کسی فاحشہ عورت کا منہ نہ دیکھے۔ چنانچہ اونکی دعا قبول ہوئی تھوڑے عرصے کے بعد ایک بدکار عورت کے ایک بچہ ہوا اسپر لوگوں نے اوسکی دار وگیر کی اسپر اوس نے ان عابد کا نام لے دیا بس لوگوں نے ان کو پکڑ لیا گھر گرادیا وہ بیچارے بہت پریشان ہوئے پوچھا آخر کیا خطا ہوئی۔ لوگوں نے کہا کہ تم نے اس عورت سے منہ کالا کیا ہے۔ اوس کے حرام کا بچہ ہوا ہے بالآخر اونہوں نے اوس شیر خوار سے کہا کہ بتاؤ تیرے باپ کا کیا نام ہے اوس نے ایک چرواہے کا نام لیا تب اون بیچارے کی جان بچی۔
اس قصہ کو بیان فرماکر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ فقیہ نہیں تھا اگر فقیہ ہوتا تو نماز توڑ دیتا۔ چونکہ شریعت کا حکم ہے کہ اگر کوئی شخص نوافل میں مشغول ہو اور والدین بے خبری میں پکاریں تو نیت توڑ کر انکی بات سنے

(باقی آیندہ)

یہان تک کہ اگر بضرورت پکاریں تو فرض بھی توڑ دے ؎

اگر بینم کہ نابینا و چاہ است — اگر خاموش بنشینم گناہ است

(۷۸) ایک صاحب نووارد حضرت کے پاس بیٹھے ہوئے تھے وہان سے اوٹھکر سب لوگوں کے پیچھے جا بیٹھے حضرت والا نے فرمایا کہ آپ وہان کیوں جا بیٹھے آپ میرے پاس آجلیئے اون صاحب نے کہاکہ وہان جگہ تنگ ہے اسپر حضرت والا نے ایک مولوی صاحب سے فرمایا کہ آج آپ ہی ایثار کریں آپ پیچھے بیٹھ جایئے۔ اور اپنی جگہ خانصاحب کو دید یجئے آپ تو ہمیشہ کے رہنے والے ہیں تو واردوں کی رعایت کیا کیجئے میں ہمیشہ اس کا خیال رکھتا ہوں۔ میں اکیلا کیا کروں کوئی سنتا ہی نہیں اور یہ بھی فرمایا کہ زاہدان خشک کا فتوے ہے کہ ایثار قربات میں جائز نہیں۔ مگر محققین نے اس کا جواب دیا ہے کہ یہ بھی ایک قربت ہے اور وہ یہہ ہے کہ اللہ تعالے کے بندوں کے ساتھ رعایت ادب کی کرنا۔ اور یہہ بھی فرمایا کہ اہل مکہ میں یہہ بات بہت ہی اچھی ہے کہ وہ حج کے زمانہ میں مسافروں کی رعایت سے خود طواف کرنا چھوڑ دیتے ہیں حالانکہ یہہ کوئی واجب شرعی نہیں ہے مگر جائز ہے اسمیں مسافروں کو بہت سہولت ہے۔ ۲۲

(۷۹) ایک شخص سے دریافت کیاکہ آپ کہاں سے تشریف لائے ہیں اور کیسے آنا ہوا ہے اون صاحب نے کہاکہ فقط زیارت کے واسطے حاضر ہوا ہوں پھر کچھہ دیر کے بعد پوچھا کہ کوئی اور کام تو نہیں ہے اون صاحب نے کہاکہ بیعت ہونے کا بھی خیال ہے اسپر فرمایا کہ پھر پہلے ہی کیوں نہیں کہا جاؤ ہم تمکو بیعت نہیں کرتے کیونکہ تم نے ہمکو دہوکہ دیا ہے اچھا اگر چھہ مہینے یہاں رہو تو پھر کر لیں گے جب دیکھیں گے کہ تمہارے اندر سے یہ اوصاف جاتے رہے جو مانع ہیں بیعت سے اور فرمایا کہ آپنے شادی بھی کرلی ہے یا نہیں کہا جی کرلی ہے۔ فرمایا کوئی بچہ بھی ہے۔ کہا ہاں جی ایک لونڈا بھی ہے فرمایا کہ کبھی تم نے شادی ہوتے بھی دیکھی ہے۔ کہا ہاں جی دیکھی ہے اسپر فرمایا کہ نکاح پیام کے ساتھ فوراً ہو جاتا ہے یا برسوں جوتی گھسانی پڑتی ہیں کیا اس تعلق کی نکاح کے برابر بھی وقعت نہیں آپکے ذہن میں اور فرمایا کہ جس شخص سے کام متعلق ہوتا ہے اوس شخص کو تابع کیا

کرتے ہیں یا کہ خود تابع ہو جاتے ہیں مطلب یہ ہے کہ حاجتمند کو خود چاہیئے کہ وہ ان امور کو اختیار کرے جنسے اپنا مطلوب اور مقصود حاصل ہو نہیں کیا ضرورت پڑی ہے کہ ساری دنیا کے تابع بنتے پہریں۔

(۸۰) فرمایا میں تو راحت کا عاشق ہوں اور دوسروں کے واسطے بھی یہی اختیار کرتا ہوں چنانچہ فلاں صاحب یہاں بڑا اہتمام کیا کرتے تہے ایک مرتبہ اونہوں نے اوسکو دفعۃً چہوڑ دیا الحمد للہ مجہے ذرا فکر نہیں ہوئی اور یہہ خیال کر لیا کہ اگر کوئی شخص نہیں ملا تو مدرسہ کو ختم کر دوں گا۔ میرے ذمہ کوئی واجب تہوڑا ہی ہے جو کچہہ مجہہ سے ہو سکتا ہے میں حاضر ہوں میں ساری دنیا کا ذمہ دار نہیں ہوں اور فرمایا راحت میں ایک عجیب بات ہے ہاں کسی میں طبیعت سلیمہ ہی نہو تو اوس کا کچہہ ذکر ہی نہیں وہ تو بیشک فرعون ہو جاتا ہے ورنہ راحت میں حق تعالیٰ سے محبت پیدا ہو جاتی ہے اور محبت سے معرفت بڑہتی ہے طاعت اور فرمانبرداری میں لطف آنے لگتا ہے اور فرمایا حضرت جو محقق ہیں وہ
۳۴ اور ہی کچہہ سمجھکر کہاتے پہنتے ہیں۔ وہ اس جسد کو خدا کی مشین سمجھتے ہیں اسواسطے تیل بھی لگاتے ہیں صاف بھی کرتے ہیں غلاف بھی چڑہاتے ہیں اونکو حکم ہوتا ہے سب کل پرزے درست رکہنے کا ہمارے حضرت سید احمد صاحبؒ ہر روز ایک جوڑا بدلا کرتے تہے۔ ایک رئیس حضرت کیواسطے ہر سال تین سو ساٹہ جوڑہ بنا کر بہیجا کرتے تہے بعض لوگوں کو خیال ہوا کہ کیسے درویش ہیں روز ایک جوڑا بدلتے ہیں۔ حضرت سید صاحب کو اس خطرہ پر اطلاع ہوئی تو ایک روز مجمع میں فرمایا کہ لوگوں کو یہہ خیال ہوگا کہ میں روزانہ جوڑا بدلکر خوش ہوتا ہوں۔ واللہ میری ایسی حالت ہے کہ مجہے اگر کمبل بندہا ہوا اور سر پر گوبر کا ٹوکرا رکہکر بازار میں نکالا جاوے تو اس حالت میں اور پہلی میں کچہہ فرق نہیں معلوم ہوتا +

(۸۱) ایک صاحب حضرت والا سے ملنے کو تشریف لائے تہے اول روز تو اونہوں نے یہہ درخواست کی کہ حضرت آج وعظ فرما دیجئے حضرت والا نے فرمایا کہ کیا میرے ذمہ وعظ کہنا ضروری ہے یا میرے اوپر کسیکا قرض ہے اور اگر قرض بھی ہو تو کیا ضروری ہے کہ آج ہی ادا کر دوں

اور آج ۹ رجب کو جب حضرت والا اپنے معمول کے موافق جنگل کو جانے لگے تو اون صاحب نے کہا کہ میں بہی ہمراہ چلوں۔ اسوجہ سے حضرت کو اور بہی تکلیف ہوئی مگر کوئی تنبیہ نہیں کی اور صبر کیا مگر اون صاحب نے آج چلتے وقت بعد ظہر پہر کچھہ خلاف قاعدہ اور بلا ضرورت کہدیا اسپر اون سے فرمایا کہ بہائی بہت بولنا چھوڑ دو زیادہ بولنا کوئی ہنر نہیں ہے جو بات کرو بغیر سوچے مت کہو۔ بہت بولنے سے لوگوں کو تکلیف ہوتی ہے اجی ہم ایسے تو کہاں ہیں کہ گناہوں سے بچے رہیں مگر اتنا تو کریں کہ بندگان خدا کو ہم سے ضرر نہو اور فرمایا کہ اگر کوئی انگریز اس طرح جاتا ہوتا تو کیا آپ اوس سے بہی درخواست کرتے کہ میں بہی آپ کے ساتہ چلوں اون صاحب نے کہا کہ نہیں اسپر فرمایا کہ پہر یہاں ایسا کیوں کیا کیا میں تمہارا غلام ہوں اون صاحب نے کہا کہ محبت کیوجہ سے میں نے کہا تہا اسپر فرمایا کہ بہائی یہ محبت نہیں ہے بلکہ وجہ یہ ہے کہ کوئی روک ٹوک نہیں کرتا ہے۔ یہ بزرگوں کی خوش اخلاقی نے ناس کیا ہے اگر ذرا بہی روک ٹوک کریں تو سب ٹہیک ہو جاویں۔

۳۵ (۸۲) ایک دن لوگ حضرت کی مجلس میں دور دور بیٹہے ہوئے تہے اور آنے جانے والوں کو تکلیف ہوتی ہتی اسپر فرمایا کہ سب صاحب قریب ملکر بیٹھ جایئے۔ افسوس میں روز کہتا ہوں مگر کوئی اس کا خیال نہیں کرتا۔ کیا یہ بہی میرے ذمہ ضروری ہے کہ روز کہا کروں۔ اگر کوئی نیا آدمی دیکہے تو یوں کہے گا کہ یہ شخص بہتر یا معلوم ہوتا ہے جو لوگ اس سے اس قدر خائف ہیں کہ پاس آنیکی ہمت نہیں ہوتی اور یہ بہی فرمایا اس قدر تعظیم کرنا بدعت ہے۔

(۸۳) ایک صاحب کا خط آیا تہا اپنے اور حالات کے ساتھ یہ بہی لکہا تہا کہ میری نظر نہیں رُکتی۔ حضرت والا نے اونکو کچہہ ترکیب بتلائی اور یہ فرمایا کہ اگر اس سے بہی نظر نہ رُکے تو یہ خط لیکر میرے پاس چلے آنا۔ وہ اوس خط کو لیکر حاضر ہوئے دیکھ کر فرمایا کہ میں نے آپکو لکہا تہا آپنے اوس کے مطابق عمل نہیں کیا۔ انہوں نے کہا کہ جی کیا تو تہا مگر نظر رُکتی ہی نہیں فرمایا کہ اگر وہ عورت میرے سامنے ہوتی اور آپ بہی ہوتے تو تب بہی آپ کی نظر پڑتی یا نہیں کہا جی رُکتی اسپر غصہ ہوکر فرمایا کہ مردود تجہکو خدا کی اتنی بہی عظمت نہیں جسقدر پہیر کی جا میرے سامنے سے دفع ہو جا اور جب تک اس سے نجات نہو مجہے صورت

نہ دکھانا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ صاحب جامع سے کہنے لگے کہ اب بالکل خیال نہیں رہا۔

(۴۸) میں نے یعنی جامع نے ایک مولوی صاحب سے پوچھا تھا جو بہت اخبار دیکھتے تھے تو اون مولوی صاحب نے جواب دیا کہ اس سے عقل بڑھتی ہے سیاسی امور میں معلومات پیدا ہوتی ہے۔ میں نے کہا کہ اسیواسطے علماء منع کرتے ہیں اخبار بینی کو کہ تم سمجھتے نہیں اسپر حضرت والا نے فرمایا کہ ہر اخبار کی اشاعت کی مضرت تو قرآن مجید میں موجود ہے۔ کقولہ تعالے واذا جاءھم امر من الامن او الخوف اذاعوا بہ ط ولو ردوہ الی الرسول والی اولی الامر منھم لعلمہ الذین یستنبطونہ منھم ولولا فضل اللہ علیکم ورحمتہ لاتبعتم الشیطان الا قلیلا ط مطلب یہ ہے کہ جب ان لوگوں کو یعنی منافقین کو کسی امر جدید کی خبر پہونچتی ہے خواہ وہ موجب امن ہو یا موجب خوف تو اوس خبر کو فوراً مشہور کردیتے ہیں حالانکہ وہ بعض اوقات غلط نکلتی ہے اور اگر صحیح بھی ہو تب بھی بعض اوقات اوس کا مشہور کرنا خلاف مصلحت انتظامیہ ہوتا ہے اور اگر بجائے خود مشہور کرنے کے یہہ لوگ اوس خبر کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ۴۶
اور جو حضرات صحابہ اونمیں ایسے امور کو سمجھتے ہیں اون کی رائے کے اوپر رکھتے اور خود دخل نہ دیتے تو صحت و غلطی ہونے کا اور قابل تشہیر ہونے نہ ہونے کا وہ پورا اندازہ کرسکتے۔ اسکی پوری تفصیل تو تفسیر میں دیکھ لینے کے قابل ہے یا کسی عالم محقق سے سمجھنی چاہیئے خلاصہ یہ ہے کہ اخبار کے بالعموم مشہور کرنے کی ممانعت قرآن مجید میں موجود ہے اور حدیث میں بھی وارد ہے کفی بالمرء کذبا ان یحدث بکل ما سمع +

(۴۹) فرمایا ایک مرتبہ مینے کانپور میں بڑے مجمع میں سلطنت جمہوری کا لغو ہونا ثابت کیا تہا اور جس دلیل سے یہہ لوگ استدلال جمہوریت سلطنت پر کرتے ہیں اوسی سے رد کیا تہا مینے کہا صاحبو سلطنت کی جمہوری ہونے کا استدلال اس آیت سے کرتے ہیں قولہ تعالے۔ وشاورھم فی الامر میں اسی سے اس کا رد کرتا ہوں دیکھئے اسمیں مشورہ کا حکم ہے اس سے یہہ کہاں ثابت ہوگیا کہ جمہوریت کا حکم ہے۔ آپ لوگ اپنے کو بڑا فلسفی اور حکیم سمجھتے ہیں مگر حقیقت یہ ہے کہ آپ لوگ کچھ نہیں سمجھتے ۰۰ (رہا فی آیندہ)

حضرات جمہوری سلطنت محض مشورہ کا نام نہیں ہے بلکہ جمہوری سلطنت میں مشورے کے خاص اصول بھی ہیں۔ اُن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اگر اختلاف ہو تو کثرت رائے پر فیصلہ ہو اور بادشاہ اس کے خلاف ہرگز نہ کر سکے اور اگر بادشاہ سب کو جمع کر کے کوئی رائے لے مگر سب کے خلاف اپنی رائے پر عمل کرے تو وہ سلطنت شخصی ہوگی۔ پس معلوم ہوا کہ محض مشورہ سے سلطنت کا جمہوری ہونا لازم نہیں آتا۔ اب اس کو ثابت کیا جائے کہ صحابہ کرام رضی کی سلطنت میں کبھی یہ بات ہوئی ہے۔ کوئی ایک ہی واقعہ میں بتلاویں کہ خلیفہ مشورہ دینے کے بعد مجبور کیا گیا ہو کہ جو مشیروں نے رائے دی ہو اُس کے خلاف نہ کیا ہو۔ شریعت سے سلطنت شخصی ہی ثابت ہے۔ اور اسی آیت سے ثابت کئے دیتا ہوں جس سے آپ ثابت کرتے ہیں۔ مگر آپ وشاورھم فی الامر تک تو پہنچے فاذا عزمت فتوکل علی اللہ اس پر آپ نے اُنگلی رکھ لی۔ یا آپ کی پرواز فکر ہی وہاں تک نہیں پہونچی۔ دیکھئے یہ جملہ صاف صاف بتلا رہا ہے کہ شریعت میں سلطنت شخصی ہے۔ کیونکہ مشورہ کے
بعد اذا عزموا اکثرھم و اذا عزموا نہیں فرمایا بلکہ مدار حکم محض حضور ہی کے عزم پر رکھا گیا ۴۷
ہے کہ بعد مشورہ جب آپ تنہا کسی بات کا عزم فرمالیں تو خواہ وہ سب کے مشورہ کے موافق ہو یا مخالف آپ خدا پر بھروسہ کر کے کام شروع کر دیجئے۔ اور اسی طرح اور ایک دوسری آیت سے بھی ثابت ہے سورۂ نور میں حق تعالیٰ فرماتے ہیں انما المؤمنون الذین اٰمنوا باللہ ورسولہ واذا کانوا معہ علیٰ امر جامع لم یذھبوا حتی یستاذنوہ ان الذین یستاذنونک اولٰئک الذین یؤمنون باللہ ورسولہ فاذا استاذنوک لبعض شانھم فاذن لمن شئت منھم الایۃ۔ اس کا بھی حاصل یہی ہے کہ لوگ جب کسی مجمع کے کام کے لئے جمع ہوا کریں اور پھر اُن میں سے کوئی یا اکثر یا سب جانا چاہیں تو آپ سے پوچھ کر جایا کریں۔ اگر جمہوریت کوئی چیز ہوتی تو بعض صورتوں میں جبکہ جانے والے آدھے سے زیادہ ہوں۔ آپ سے پوچھنے کی کیا حاجت تھی پھر آگے فرماتے ہیں کہ جب وہ پوچھیں جب بھی آپ کو اختیار ہے چاہے جسے اجازت دیں چاہے جسے اجازت نہ دیں۔ اب بتلایئے اس سے شخصی سلطنت ثابت ہوئی یا جمہوری۔ اگر جمہوری ہوتی تو جس وقت اکثر حصہ مجمع کا اجازت چاہتا تو آپ کو منع فرمانے کا

کچھ اختیار نہ ہوتا ۔ میں نے کہا کہ تم لوگ جس جس کام کے ہو وہ ہی کرتے ہو ۔ جس کام کے نہیں ہو اسمیں دخل نہ دو ۔ ترجمہ دیکھنے سے عالم نہیں ہو سکتے ۔

(۸۶) فرمایا کہ کیا کہوں کہ جب خدا کا کوئی کام کسی شی پر منحصر نہیں ہے تو کیا کسی کافر پر موقوف ہوگا ۔ حضرت عمرؓ کے زمانہ خلافت میں حضرت ابو موسیٰ اشعری رضؓ کے پاس ایک عیسائی منشی تھا ۔ حضرت ابو موسیٰؓ سے جناب امیر المومنین نے پوچھا ۔ تمہارے پاس منشی عیسائی ہے ۔ انہوں عرض کیا جی ہے ۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اُسے موقوف کردو ۔ حضرت ابو موسیٰؓ نے فرمایا کہ وہ حساب اچھا جانتا ہے ۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اگر وہ مر جاوے تو جب بھی تو کچھ انتظام کروگے وہی انتظام اب کرلو ۔ جب واپس تشریف لیگئے تو معلوم ہوا کہ وہ عیسائی مرا ہوا پڑا ہے ۔ فرمایا کہ یہ لوگ تھے ۔ اور ایسے ہی حضرت عمرؓ نے جب حضرت خالد بن الولید کو معزول کیا اور حضرت ابو عبیدہؓ کو گورنر کیا ہے ۔ تو لوگوں نے اُن کے ضعف کی وجہ سے عرض کیا کہ حضرت خالدؓ کی جگہ ایسے ضعیف شخص کو مقرر کرنا چاہئے ۔ حضرت عمرؓ نے جس دلیل سے لوگوں کو اُن کا ناکافی ہونا
ثابت کیا تھا اُسی دلیل سے مفید ہونا ثابت کردیا اور فرمایا کہ اسی واسطے تو معزول کیا ہے کہ ۳۸
لوگوں کی نظر انہیں تک پہنچتی ہے ۔ آگے نہیں بڑھتی ۔ اب ابو عبیدہ کو دیکھکر ہر شخص خدا کی طرف متوجہ ہوگا ۔ پھر فرمایا دیکھئے یہ مشاہدہ ہے اور پرانے لوگوں سے اکثر یہ سُنا ہے کہ جب یہ نہریں نہیں تھیں تو جب پانی کی ضرورت ہوتی تھی تو رب العالمین کی طرف نگاہیں اُٹھتی تھیں ۔ اُن سے طلب کرتے تھے ۔ وہاں سے مدد ہوتی تھی ۔ اب جب سے نہریں ہوگئی ہیں ۔ بس اپنی تدبیر اسباب پر نظر ہے اور اسی کو کافی سمجھتے ہیں ۔ اسلئے مسبب الاسباب کی جانب سے امداد کم ہورہی ہے بارش کم ہوتی ہے ۔

(۸۷) فرمایا کہ آج پانی پت کی ایک خبر معلوم ہوئی ہے وہاں کے لوگ کہتے ہیں کہ بس جی آج سے ہم اُن کو یعنی احقر کو مولوی نہ سمجھیں گے ۔ بھلا میں نے کب کہا ہے کہ مجھے مولوی کہو ۔ میں تو بقسم کہتا ہوں کہ میں خود بھی اپنے علم کا قائل نہیں ۔ یہاں تک کہ جب کوئی طالب علم آجاتا ہے تو واللہ مجھے ڈر معلوم ہوتا ہے کہ کہیں میری غلطی نہ نکل جائے ۔ ایک شخص نے کہا کہ وہ تو خود اس سے خوش ہوتے ہیں کہ کوئی اُن کو مولوی نہ کہے ۔ اور وہ تو ایسا شخص ہے

کہ جب اس کو یہ معلوم ہو جائے کہ ایک مرید کم ہو گیا تو خوش ہوتا ہے۔ اور جب یہ معلوم ہو کہ دو کم ہو گئے تو زیادہ۔ اور فرمایا کہ میرا یہ کبھی قصد نہیں ہوتا کہ اپنے مقابل کو گفتگو میں مغلوب کردوں یا وہ میری موافقت کرے بلکہ یہ قصد ہوتا ہے کہ خدا کرے یہ بھی سمجھیں اور میں بھی سمجھوں اور حق بات معلوم ہو جائے۔

(۸۵) فرمایا ایک شخص کا خط آیا ہے اس میں لکھا ہے کہ ایک شخص کی بیوی کا انتقال ہو گیا ہے۔ اب اس نے بیس دن کے بعد اپنی سالی سے نکاح کر لیا ہے۔ یہ نکاح درست ہے یا نہیں اور شامی میں جو مرد کے واسطے بیس عدتیں لکھی ہیں۔ اس کا کیا مطلب۔ میں نے لکھا کہ نکاح تو ہو گیا۔ اور شامی میں جو لکھا ہے خود دیکھ لو مجھ سے کیوں دریافت کرتے ہو[ل]

(۸۶) فرمایا کہ اکبر حسین جج نے ایک عجیب بات لکھی ہے وہ بہت بڑے عاقل شخص ہیں اور غالباً انہوں نے اس واقعہ کو نظم بھی کیا ہے۔ مجھے اچھی طرح یاد نہیں۔ لکھا ہے کہ جو لوگ کہتے ہیں کہ رفتار زمانہ کے مطابق چلنا چاہیئے۔ یہ بات بالکل بے جوڑ ہے کیونکہ زمانہ تو خود تمہارے ہمارے مجموعہ افعال و اقوال کا نام ہے اور یہ ہمارے تابع ہے۔ ہم اس کے تابع کیسے ہو جائیں۔ ۱۳۹

(۸۹) فرمایا کہ مشائخ کے یہاں تو یہ بھی فخر ہوتا ہے کہ ہمارے مرید تو بیوی بچوں سے بھی زیادہ آزاد ہیں۔ ایک شخص کا خط آیا ہے کہ مجھے اپنی بیوی کے ساتھ بہت تعلق ہے یہ مضر تو نہیں۔ میں نے لکھا ہے کہ مضر بالکل نہیں بلکہ مفید ہے۔ ہاں اگر وہ دین کے خلاف کوئی فعل کرے تب اس سے بچو۔ چونکہ جس کے ساتھ محبت ہوتی ہے اگر وہ بے دین ہوتا ہے تو اپنے دین بگڑنے کا اندیشہ ہے اور پھر فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عائشہ کی صورت تک پارچہ حریر پر دکھائی گئی تھی۔ معلوم ہوا کہ پہلے ہی سامان ہو چکا تھا۔ اگر یہ مانع ہوتا تو حضور کے واسطے کیوں تجویز کیا جاتا۔ کیونکہ آپ کی نظر تو ہر وقت خدا پر رہتی تھی۔

(۹۰) فرمایا بعض سوالات کا جواب دینے میں بہت تنگی ہوتی ہے۔ ایک صاحب نے دریافت کیا کہ میں حج کو جانا چاہتا ہوں۔ مجھ سے اجازت مانگتے ہیں اور وہ پہلے سے

ل سائل صاحب عالم بھی ہیں۔ ۱۲ از جامع

حاجی بھی ہیں اور اُن کو منع کروں تو دل نہیں چاہتا - دوسری بات یہ ہے کہ لوگ اس کو ممانعت پر محمول کر لیتے ہیں کہ دیکھو طاعت سے روکتے ہیں - اول تو طاعت سے کوئی روکتا نہیں اور اگر چھوٹی طاعت سے روک کر کسی بڑی طاعت کا حکم کر دیں تو اس کو کوئی دیکھتا نہیں - اس لئے میں نے یہ لکھدیا ہے کہ آپ کی اس سفر سے کیا غرض ہے - اب وہ خود سمجھ کر لکھیں گے -

(۹۱) فرمایا کہ لوگوں میں سے جہل گیا نہیں - ایک صاحب کا خط آیا ہے کہ آپ نے تین ہزار اسم ذات بتایا ہے - فقط اسم ذات سے کیا ہوتا ہے کچھ اور بھی بتا دیجئے - میں نے جواب لکھا ہے کہ چونکہ آپ خود شیخ ہیں اسلئے میں نے بقیہ خط نہیں پڑھا - اپنا علاج خود کر لو - اور یہ بھی فرمایا کہ میں نے یہ غصہ سے نہیں لکھا ہے بلکہ یہ اُن کا علاج ہے - دیکھتے ہی سیدھے ہو جاویں گے -

(۹۲) فرمایا کہ اور سنیئے ایک خط اور بھی ایسا ہی آیا ہے کہ اگر آپ لوگوں کو ہدایت نہیں کریں گے تو وہ خراب ہو جاویں گے - اور آپ کو بھی اس سے گناہ ہوگا - لہذا آپ کو چاہئے
کہ ہماری خبر لیتے رہیں - میں نے جواب لکھدیا ہے کہ یہ بھی تو لکھنا چاہئے تھا کہ اگر تم کفر کرو گے ۴۰
تو ہمیشہ دوزخ میں رہو گے یہ کیوں نہیں لکھا - کیونکہ یہ بھی جملہ شرطیہ ہے اور وہ بھی جملہ شرطیہ ہے - اس میں کیا فرق ہے -

(۹۳) ایک وعظ کے تذکرہ میں فرمایا کہ اصلی کام انبیاء علیہ الصلوۃ والسلام کا وعظ ہی ہے - یہ پڑھنا پڑھانا تو اُسی کی مدد کے واسطے ہے -

(۹۴) فرمایا کہ میں نے سنا ہے کہ حضرت مولنا فضل الرحمن صاحبؒ قطب التکوین تھے - اسلئے مولانا سے تکوینیات میں لوگوں کو زیادہ نفع ہوا ہے - اور اسی قسم کے لوگ مولنا کے پاس زیادہ جایا کرتے تھے - واللہ اعلم یہ بات کہاں تک صحیح ہے اور ہمارے حضرت حاجی صاحب قطب الارشاد تھے - اور یہ بھی فرمایا کہ میں نے بھی مولنا کی زیارت کی ہے - ایک مرتبہ ایک شب رہا تھا - اور ایک مرتبہ تین دن تک رہا تھا - مولانا نے خود ہی مجھے روک لیا تھا - مولنا کے یہاں دنیا داروں کی خوب گت بنتی تھی بہت لتاڑیں پڑتی تھیں - ایک مرتبہ حیدرآباد سے ایک بہت بڑے شخص آئے تھے - آتے ہی اُن کے لکانے کا

(باقی آئندہ)

لوگوں نے کہا کہ حضرت یہہ حیدرآباد کے وزیر ہیں فرمایا کہ پھر میں کیا کروں مثل مشہور کہ بہت کہنے سننے سے اجازت دی کہ دو بجے شب تک اجازت ہے وہ رئیس اوسوقت پر فوراً روانہ ہو گئے حضرت مولنا گنگوہیؒ کو فرماتے تھے کہ وہ قطب ہیں اور یہ بھی فرمایا کہ ایک مرتبہ مولنا رحمہ کے یہاں ایک غیر مقلد مولوی صاحب گئے کہ دیکھوں مولنا سنت کے پابند ہیں یا نہیں جب ہی جاکر مسجد میں بیٹھے ہیں اور مولنا نے آڑے ہاتھوں لیا کہ تم نے تحیۃ المسجد تو پڑھی نہیں دیکھو حدیث شریف میں آیا ہے کہ جب مسجد میں داخل ہو تو بیٹھنے سے پہلے دو رکعت پڑہو اور یہ بھی فرمایا کہ مولنا بہت ہی متبع سنت تھے حدیث بھی پڑھایا کرتے تھے مگر کوئی ضابطہ نہیں تھا کبھی فرمایا کہ بھائی بخاری شریف اوٹھا لاؤ کبھی فرمایا کہ طحاوی شریف اوٹھا لاؤ۔

(۹۵) فرمایا کہ حضرت حاجی صاحبؒ کے سامنے کوئی کشف بیان کرتا تو حضرت اس طرح سنا کرتے تھے کہ جیسے بچوں کی باتوں کو سنتے جاتے ہیں اور ہنستے جاتے ہیں اور یہہ بھی فرمایا کہ ہمارے حضرت حاجی صاحبؒ بڑے محقق تھے تصوف کے اصول آ حضرت کے سامنے پانی تھے + ۱۴۱

(۹۶) فرمایا کہ بعد از صدور کرامت اگر کوئی اپنے دل کو دیکھے کہ قرب مع اللہ میں کچھ ترقی ہوئی یا نہیں تو ذرا بھی ترقی نہ پاوے گا بلکہ بعض اوقات ایک قسم کا تنزل ہو جاتا ہے اور پھر اوس کے بعد ایک مرتبہ سبحان اللہ کہہ کر دیکھے کہ قلب میں نور معلوم ہوگا۔ اگر یہ شخص صاحب فہم ہے تو خود یہہ کہے گا کہ اے اللہ کرامت + کراہت + اور فرمایا کہ اگر کسی شخص سے کوئی کرامت صادر ہوئی اور اوسکے مریدوں میں سے کوئی اپنے اس شخص کی تعریف کرے اور ہو وہ حد سے زیادہ اگر وہ شیخ اسپر انکار کرے گا تو قلب میں نور کم ہو جاتا ہے۔ اور فرمایا حضرت بعض انکار بھی موجب اقرار ہوتا ہے اگر ایسے لفظوں سے انکار کرے جنسے تواضع معلوم ہو تو یہہ انکار نہیں ہے بلکہ اقرار ہے لہذا سختی کے ساتھ انکار کرنا چاہیئے اور بعض دفعہ سختی کو بھی انکار نہیں سمجھا جاتا تو ایسے موقع پر بار بار اور اہتمام سے انکار کرے ایک مرتبہ کا انکار کافی نہیں ہے۔ چنانچہ ایک مرتبہ میں خیر تھا ول (انقصبہ ہے

گیا ہوا تھا اور گھر ہی سے وہیں تھیں ایک شخص نے میرے متعلق یہ مشہور کردیا کہ میں نے اونکو (یعنی حضرت مولٰنا کو) عصر کے وقت تھانہ بھون میں ایک شخص کے مکان میں بیٹھا دیکھا ہے فرمایا حالانکہ میں بیٹھ نہاول میں تھا۔ لوگوں نے میرے متعلق یہ کرامت مشہور کردی چنانچہ میں ایک شخص کا گھوڑا لیکر او ہسوار ہوکر تھانہ بھون آیا اور اون صاحب خانہ سے دریافت کیا کہ فلاں عصر کے وقت تمہارے گھر میں کون بیٹھا ہوا تھا۔ اونہوں نے کہا کہ مولوی محمد عمر صاحب بیٹھے تھے اون مخبر صاحب کو بلاکر دریافت کیا کہ تم نے مجھے دیکھا تھا تو کہا جی مینے پشت دیکھی تھی میں یہی سمجھا۔ غرض یہ ہے کہ کشف وکرامات میں جھوٹ بہت کھپتا ہے۔

(۶۷) یہہ بھی فرمایا کہ جو لوگ خوارق پر زیادہ گرویدہ ہیں وہ ہی لوگ دجال کے ساتھ زیادہ ہوں گے یہہ مینے اپنے بزرگوں سے سُنا ہے اور یہہ بھی سنا ہے کہ اوسکی حالت ظاہراً مجذوبوں کی سی ہوگی اس سے معلوم ہوا کہ فقط حال کافی نہیں۔ اتباع سنت کی سخت ضرورت ہے جو لوگ فقط حال اور جذب کو دیکھتے ہیں اور دین کو لازم تصوف نہیں سمجھتے اون کا دجال سے بچنا بہت مشکل ہے اور یہہ بھی فرمایا کہ دجال سارے کام کرلے گا مگر سنت پر عمل اوس سے نہیں ہوگا۔ ایک شخص نے کہا کہ یہہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے فرمایا کہ واقعی انشاء اللہ جو متبع سنت ہوگا وہ ہی اوس کے جال سے بچ سکتا ہے۔ اور یہ بھی فرمایا کہ اول تو مکار آدمی اتباع سنت کی نقل بھی نہیں کرسکتا دوسرے سنت کا جو اثر ہوتا ہے وہ باعتبار حقیقت کے ہوتا ہے تو وہ روح یعنی حقیقت کہاں سے لاوے گا۔ مشاہدہ سے صاف فرق معلوم ہوجاوے گا اور اسکی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص تو شراب پی کر اوس کے نشہ میں جھومتا پھرتا ہے اور ایک وہ ہے کہ شرابی کی نقل کرتا ہے ان دونوں میں بہت بڑا فرق ہے اور یہ بھی فرمایا کہ میں نے خواب میں ایک مرتبہ دجال کو دیکھا تو اوس کے ساتھ عورتیں اور باجے بہت کثرت سے تھے اسی واسطے میں اس سے بہت خوف کرتا ہوں کہ جو لوگ حسن پرست ہیں اور بدنظری کا مادہ ہے وہ اوس کے ساتھی ہوں گے اور مثنوی شریف میں ایک حکایت ہے کہ شیطان نے حضرت حق سے درخواست کی کہ مجھے کچھ آلات بھی تو دیجئے تاکہ میں اون کے ذریعہ سے ۴۲

اپنا کام کروں تو وہ کسی چیز سے اسقدر خوش نہیں ہوا جب عورتیں سامنے کی گئیں تو اوس پر ایک حالت طاری ہوگئی کہ اب میں کامیاب ہو جاؤں گا اور آجکل پیر لوگ اس بلا میں بہت مبتلا ہیں یہ لوگ حسن پرست بھی ہیں اور خلاف سنت بھی ہیں۔

(۹۸) فرمایا اسی لیے حضرات فقہاء نے اس مفسدہ کو دفع کیا ہے کہ جوان عورت کا سلام بھی نہیں لینا چاہیئے اور اگر کسیوجہ سے ضرورت ہو تو خشن لہجہ سے (یعنی روکھے پن سے) جواب دے یہاں تک احتیاط کی ہے کہ لباس عورت کا بھی بعض مواقع میں عورت ہی کے حکم میں ہے۔

(۹۹) فرمایا کہ میں تو دعوی کر کے کہتا ہوں کہ آدمی اگر پوری طرح اتباع کرے تو بڑی برکت ہوتی ہے۔ مگر ہمت کرکے کرے البتہ اول اول کچھ نفع نہیں معلوم ہوتا اور پھر اتباع سے ایسا نور معلوم ہوتا ہے کہ بدون اتباع کے چین ہی نہیں آتا۔ بلکہ پھر تو یہاں تک حالت ہوتی ہے کہ اس کا اثر دوسروں کو بھی محسوس ہونے لگتا ہے۔ ایک مرتبہ مجھے بھوسہ کی ضرورت تھی اور میرے بھائی کے یہاں بھوسہ تھا کیونکہ الحمدللہ وہ زمیندار ہیں میں نے اون کے یہاں سے بھوسہ تک بھی نہیں منگایا۔ بعض لوگوں نے اسکی مصلحت پوچھی تو میں نے کہا کہ یہہ انتظام کے بالکل خلاف ہے اون کا کام ملازموں کے ہاتھ میں رہتا ہے میری وجہ سے دو ضرر ہوں گے ایک تو اونکو خیانت کا موقع ملے گا اور دوسرے اون کو اون سے محاسبہ پر قدرت نہوگی کیونکہ اونہیں یہہ بہت اچھا موقع ملے گا کہ آپ کے بھائی کے یہاں جایا کرتا ہے اسیطرح شبیر علی جب میرے پاس پڑھا کرتے تھے بھائی اونکو تنخواہ بھیجا کرتے تھے۔ میں ماہواری کے جو کچھہ خرچ ہوا کرتا تھا لکھہ بھیجتا تھا یہہ بھائی کو ناگوار ہوا کہ حساب کتاب کی کیا ضرورت میں نے کہا کہ اسمیں مصلحت ہے اور وہ یہ ہے کہ آپ اس خرچ کو کافی سمجھکر بھیجتے ہیں اور کبھی ایسی ضرورتیں پیش آجاتی ہیں کہ وہ ناکافی ہوتا ہے اور جب آپ کے اندازہ کے خلاف ہوگا تو ممکن ہے کہ کوئی خیال پیدا ہو جاوے وہ سمجھہ گئے اسی طرح ایک فقیر مجھ سے کہا کہ آپکی خدمت کے لیئے میں کچھہ مقرر کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے انکار کر دیا۔ اسمیں کئی مفسدے ہیں۔ ایک تو یہہ کہ مجھے ہمیشہ تاریخیں شمار کرنی پڑیں گی اور ۴۳

یہہ خیال رہے گا کہ آج آوے کل آوے اور دوسرے یہہ ہے کہ آپ نے اگر کوئی تنخواہ مقرر
کردی تو ممکن ہے کہ کبھی آپ کو ایسی ضرورت پیش آوے کہ اوسمیں صرف کرنا مقدم ہو
مثلاً کبھی ایسا موقع ہوا کہ جائداد خریدنی ہووے تو ایک حصہ تنخواہ کا میرے لئے نکالدیا۔ تو
اوس وقت ممکن ہے کہ یہہ خیال ہو کہ یہہ اتنے روپیہ اسوقت یہاں نہ جاتے تو کام
آسانی سے ہوجاتا۔ بھائی نے کہا آپ آخر اوروں کی خدمت تو قبول کرلیتے ہیں
اسپر مینے کہا کہ بے شک مگر اسقدر فرق ہے کہ وہ مقرر نہیں ہوتی نہ مجھے انتظار ہوتا ہے
نہ اونہیں بار ہوتا ہے اس طرح آپ بھی دے دیا کیجیے میں ضرور لے لونگا۔ چنانچہ وہ کبھی مجھے
بیس روپیہ کبھی تیس کبھی پچاس روپیہ دیدیتے ہیں میں لے لیتا ہوں اور یہہ بھی
فرمایا کہ جب ہم سب بہن بھائیوں کا والد کے بعد ترکہ تقسیم ہوا تو ہم نے چند قرعے بنائے
جو سب میں بہتر قرعہ تہا وہ سب سے چھوٹے کو دیا اوس کے بعد جو قرعہ بہتر تھا وہ اوس سے
بڑے بھائی کو دیا۔ ہم نے تو خیال کرلیا کہ ہم لوگ چونکہ بڑے ہیں اس لیے ہم تو والد صاحب
کی چیزوں سے بہت متمتع ہوچکے ہیں اور چھوٹوں کو نفع کم پہونچا ہے اب کچھ نفع پہونچ جائے تو اچھا ہے ۴۴
میاں مظہر کے حصہ میں ایک بہلی بھی آئی تہی اون کی والدہ نے کہا کہ بہلی ہمارے حصہ میں
لگادو کبھی کبھی میں بھی اوسمیں سوار ہوتا تہا مگر اونکو کرایہ دیا کرتا تہا اور میاں مظہر انکار کرتے
تہے۔ میں نے کہا کہ نہیں بھائی اسمیں مجھے بھی نفع ہے اور تمہیں بھی نفع ہے مجھے تو
نفع ہے کہ جب مجھے ضرورت ہوگی بے تکلف نہ منگا سکوں گا اور جب کرایہ دیتا ہوں
تو بے تکلف منگا لیتا ہوں اور تم کو یہہ نفع ہوگا کہ اگر تمہیں بھی اوسوقت میں ضرورت
ہوئی تو خود دیا تو کرایہ کروگے تو باوجود اپنی چیز کے ہوتے ہوئے پہر کرایہ دینا بار طبیعت ہوگا
دوسرے یہہ کہ ہر ایک شخص کو موقع مانگنے کا ملیگا۔ چنانچہ پہر اگر کوئی مانگنے آتا تو وہ بے دھڑک
کہدیا کرتے کہ کرایہ لاؤ اور لیجاؤ جب اونکی سمجھہ میں آیا اور نفع ہوا۔ تو بہت خوش ہوئے +
(۱۰۰) فرمایا کہ لوگوں کو تو غربا پر رحم آتا ہے اور مجھے ہمیشہ امرا پر رحم آیا کرتا ہے
کیونکہ انپر بہت ہی اخراجات کا بار ہوتا ہے کبھی چندے کہیں۔ لگذاریاں و مقدمات
کا ہجوم ہوتا ہے اور بیچارے اپنے وقار اور عادت سے مجبور ہوتے ہیں۔

(باقی آیندہ)

اور وضعداری نبہانے کو خرچ کرتے ہیں اور بعض وقت پاس کچہہ ہوتا نہیں کم دینے میں شرمندگی ہوتی ہے حیثیت کے موافق دینے کے لیے پاس نہیں سخت پریشان ہوتے ہیں

(۱۰۱) فرمایا کہ اگر کوئی شخص کام کرتا ہے تو خود اوس کام میں جذب ثمرات کی ایک خاصیت ہوتی ہے اب لوگ کام نہیں کرتے اور پہر طالب ثمرات ہوتے ہیں اس لئے پریشان رہتے ہیں میں بقسم کہتا ہوں کہ اگر لوگ نیت خالص کے ساتہہ اپنا کام کرتے رہیں تو اپنے آپ ہی لوگ آ آکر خدمت کریں ہمارے یہاں اس مدرسہ کے افتتاح کے وقت چندہ کی ضرورت ہوئی ایک بہنگی کا لڑکا نو مسلم تجویز کیا نہ اوسمیں دنیاوی وجاہت ہے نہ دینی تو اس لئے نہیں کہ بہلا آدمی نماز کا نہ روزہ کا اور دنیاوی اسلئے نہیں کہ وہ بہنگی کا لڑکا ہے پینے اوسکو ایک مضمون عام لکھہ کر دے دیا اور چند لوگوں کے اوسے نام بہی بتلا دیئے اور یہہ لکہدیا کہ جو صاحب اسمیں شریک ہوں وہ اپنا نام اور رقم اپنی قلم سے لکہدیں اور قلیل وکثیر کا لحاظ نہ کریں اور اوس سے کہدیا تہا کہ تو کچہہ نہ کہنا اور
۴۵ اگر وہ کچہہ کہیں تو یہاں آکر نقل نہ کرنا اس کا یہہ اثر ہوا کہ سارے شہر میں کل گیارہ روپے کا چندہ ہوا مگر صاحب اسپر بہی یہہ مفسدہ ہوا کہ لوگوں نے یہاں آکر کام میں مزاحمت کرنی شروع کی میں نے اسلئے وہ چندہ بہی موقوف کر دیا کہ یہہ ساری خرابی اسکی ہے اب بالکل آزادی ہے اس آزادی کے زمانہ میں ایک صاحب نے یہاں پانچ روپیہ بہیجے لانے والے نے مجہہ سے رسید مانگی میں نے رقم واپس کر دی کیونکہ جب ہمارا اعتبار نہیں تو ہمارے پاس کیوں بہیجتے ہو۔ پہر اون سفیر صاحب نے کہا کہ میری بے اعتباری کیوجہ سے رسید منگائی ہے میں نے کہا کہ یہہ تو اور زیادہ خرابی کی بات ہے کہ ایسے آدمی کے ہاتہہ کیوں بہیجا جس کا اعتبار نہیں۔ فرمایا کہ حضرت استغنا میں یہہ برکت ہوتی ہے کہ غنی سے لوگوں کو یہہ ڈر ہوتا ہے کہ شاید قبول نہ کرے اور جسمیں طمع ہوتی ہے اوس سے یہہ ڈر ہوتا ہے کہ شاید کوئی سوال نہ کر بیٹھے۔ فرمایا کہ سورت سے ایک صاحب نے لکہا تہا کہ فلاں صاحب مدرسہ کے واسطے تین صد روپیہ دینا چاہتے ہیں آپ رسید کے اوپر مہر لگا کر بہیجدیجئے میں نے کہا

کہ جب اعتبار نہیں ہے تو میں نہیں لوں گا اور فرمایا کہ یہہ حال ہونا چاہیئے حکایتیں سنکر نقل کرنا کافی نہیں ہوسکتا۔ ورنہ کبھی کبھی بھانڈہ پھوٹ جاوے گا جیسے ایک باورچی کی حکایت ہے اونہوں نے ایک بخیل کے یہاں بلا کھانے کے ملازمت کی اور یہہ خیال کیا کہ کچھہ نہ کچھہ تو چھوڑ ہی دیا کرے گا جب میاں کے سامنے کھانا لاکر رکھا تو اپنا بھی تخمینہ کر لیا۔ کہ اتنی روٹی اور اس قدر بوٹی میرے لئے بھی بچ رہیں گی۔ اور امیر صاحب نے حصہ مزعومہ سے تجاوز کیا تو ملازم نے سوچا کہ دو روٹی دو بوٹی تو چھوڑ ہی دیوے گا۔ جب اوس سے بھی آگے بڑھا تو فقط ایک ہڈی پیالے میں رہی اب ان کو خیال ہوا کہ خیر ہڈی ہے بچ رہے گی۔ جب انہوں نے ہڈی لیکر چوسنی شروع کی تو بے ساختہ باورچی کی زبان سے نکلا کہ ہائے ہڈی بھی کھا گیا۔ مطلب یہ ہے کہ لالچ سے ضبط نہیں ہوسکتا۔ کبھی نہ کبھی زبان سے نکل ہی جاتا ہے۔ چنانچہ ایک صاحب یہاں راندیر سے آئے ہوئے تھے وہ ایک شخص کا ذکر کرتے تھے کہ میں وہاں گیا انہوں
۴۷ نے میری بڑی خاطر کی طرح طرح کی مٹھائیاں اور کھانے کھلائے مگر یوں کہتے تھے کہ میں اونکی مکاری سے خوب واقف ہوگیا یہہ ساری باتیں اونہوں نے خوشامدانہ کیں تھیں (جامع سے وہ یہہ بھی کہتے تھے کہ مجھے تو اون صاحب کا امارد کی طرف بھی میلان معلوم ہوتا ہے حالانکہ وہ صاحب مشائخ کے خاص مقرب بھی ہیں اور درویشی میں بھی دعوے ہے غرض لالچ چھپا نہیں رہتا)

(۱۰۲) فرمایا کہ مجھے تو حق تعالیٰ نے غیر مقلدی کی حقیقت ایک خواب میں ظاہر کر دی فلاں شہر میں اون کے ایک بہت بڑے مقتدا تھے میں نے دیکھا کہ میں انکے یہاں ہوں اور چھاچ (دوغ) تقسیم ہو رہی ہے۔ اور مجھکو بھی دینے لگے مگر میں نے نہیں لی (حالانکہ مجھے چھاچ سے بہت رغبت ہے) پس آنکھ کھل گئی حدیث میں دودھ کی تعبیر دین آئی ہے اور چھاچ دودھ کی صورت ہے مگر اوسمیں حقیقت دودھ کی نہیں تو معنی اس خواب کے یہہ ہوئے کہ اس طریق میں صورت دین ہے حقیقت دین نہیں

(۱۰۳) فرمایا کہ میں نے تجربہ کیا ہے کہ بیعت کے ارادے میں کچھہ کام کرنے

لگتے ہیں اسلئے میں پہلے بیعت نہیں کرتا لکھدیتا ہوں کہ اول کام شروع کرو اگر کچھ نفع ہو تو بیعت سے بھی انکار نہیں پہر جب اونکو جس کا کام کا لگ جاتا ہے تو پہر نہیں چھوٹتا

(۱۰۴) فرمایا کہ جو شخص مجھ سے بیعت کی درخواست کرتا ہے اول تو میں اوسکو کتابیں دیکھنے کو لکھدیتا ہوں بالخصوص مواعظ کے مطالعہ کو تو میں اکثر لکھتا ہوں اور اس سے بہت نفع ہوتا ہے اور اگر کسی شخص نے یہہ لکھا کہ ہم نے کتابیں دیکھی ہیں تو میں لکھتا ہوں کہ کتابیں دیکھ کر اپنی حالت میں کیا تغیر کیا اس سے وہ نفع ہوتا ہے جو کہ برسوں کے مجاہدہ میں بھی نہیں ہوتا میں تو اول روز ہی کام میں لگا دیتا ہوں مگر لوگ قدر نہیں کرتے اصل چیز فکر ہے جب فکر میں پڑتا ہے تو راستہ تلاش کرتا ہے بس میں اول ہی گفتگو یا خط وکتابت میں طالب کے سر پر بوجھ رکھدیتا ہوں بس اسکی وجہ سے اوسی ایک فکر پیدا ہوتی ہے اوس فکر کیوجہ سے راستہ خود بخود منکشف ہونے لگتا ہے۔

(۱۰۵) فرمایا کہ لوگوں کے دماغ خراب ہو گئے ہیں ایک صاحب نے کچھ مسائل
دریافت کئے ہیں لکھا ہے کہ ان کا جواب حدیث سے تحریر فرمایا جاوے میں نے ۴۷
لکھدیا ہے کہ فقہ میں تو اس کا جواب یاد ہے اور حدیث سے اس کا جواب یاد نہیں اس لئے جواب سے معذور ہوں۔

(۱۰۶) فرمایا کہ لکھنؤ میں ایک مرتبہ مولانا اسمٰعیل شہیدؒ وعظ بیان فرما رہے تھے اور اہل تشیع کا بہت مجمع تھا اور مولانا اون کے مذہب کی تردید کر رہے تھے اوس مجمع میں دو بھائی تھے۔ ایک بھائی نے دوسرے سے کہا کہ مجھے ایک شبہ ہو گیا ہے اور وہ یہ ہے کہ یہ تنہا شخص باہر کا رہنے والا ہمارے مجمع میں ہمارے شہر میں ہماری حکومت میں ہماری تردید کر رہا ہے اور ذرا بھی متاثر نہیں ہوتا۔ سیدنا حضرت علیؓ باوجود شیر خدا ہونے کے پہر تقیہ کرتے تھے یہ سمجھ میں نہیں آتا یا تو اس کا جواب دو نہیں سنی ہوتا ہوں اوس کے دوسرے بھائی نے کہا مجھے بھی یہی شبہ ہو رہا ہے۔ غرض دونوں بھائیوں نے کھڑے ہو کر مولانا سے کہا کہ

ہم سنتی ہوتے ہیں پہر تو کثرت سے لوگوں نے توبہ کی فرمایا کہ مولنا کے اخلاص کا کیا ٹھکانا ہے۔ حضرت سید صاحب اِن کے گہر کے شاگرد تہے اور وہ بہی بے پڑہے سید صاحب کی تحصیل فقط کافیہ تک تہی اور وہ بہی نام کی مگر مولنا کی اون کے ساتہ یہہ حالت تہی کہ سیّد صاحب کی پالکی کے ساتہ بغل میں جوتہ لیئے ہوئے ہیں اور تمام دہلی میں پہرتے تہے لوگوں نے پوچھا کہ آپ شاہ صاحب کے مرید کیوں نہیں ہوئے سید صاحب کے کیوں ہوئے اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ شاہ صاحب سیّد صاحب سے گھٹے ہوئے ہیں۔ مولنا نے جواب دیا کہ بات یہ ہے کہ مجھے سید صاحب سے مناسبت ہے اور شاہ صاحب سے مناسبت نہیں یہ وجہ ہے۔

(۱۰۷) فرمایا کہ مولنا نے اپنی تاریخ اعتقاد بہی بیان کی ہے کہ میں اِس وجہ سے معتقد ہوا ہوں کہ ایک روز بارش ہو رہی تہی میں نماز کے لیے مسجد میں آیا دیکہا تو جماعت طیار ہے اور ایک جگہ سے مسجد ٹپک رہی ہے اور وہاں کیچڑ ہو رہی ہے اوسجگہ ہم کوئی کہڑا نہیں ہوتا اسوجہ سے جماعت میں فصل ہو رہا ہے سید صاحب صف میں سے ۴۸
نکل کر اوسجگہ نہایت خشوع اور خضوع کے ساتہہ کہڑے ہوگئے۔ اِسی حالت کو دیکہتے ہی مجھے سیّد صاحب کے ساتہہ اعتقاد پیدا ہوگیا اور فوراً یہ خیال ہوا کہ یہہ بدون اخلاص تام کے نہیں ہوسکتا۔ اسپر حضرت والا نے فرمایا کہ لوگ اپنے دل پر ہاتہہ رکہہ کر دیکہیں یہہ معمولی بات نہیں ہے ہاں اب سنکر اگر کوئی ایسا کرے تو دوسری بات ہے مگر وہ حال اور یکسوئی جو مخلصین میں ہوتی ہے وہ کہاں سے آوے گی۔

(۱۰۸) فرمایا کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ حضرت سید صاحب کی شہرت مولنا شہید و مولنا عبدالحی صاحب کی وجہ سے ہوئی تہی ورنہ سید صاحب تو اِس درجہ کے نہیں تہے اور ایسے ہی ہمارے حضرت حاجی صاحبؒ کی بابت بعض لوگ کہتے ہیں کہ حضرت کی شہرت مولنا رشید احمد صاحبؒ اور مولنا محمد قاسم صاحبؒ کی وجہ سے ہوئی۔ (استغفر اللہ۔ جامع) حضرت حاجی صاحب جس فن کے کامل تہے رائے دینے والے لوگونکو اوسکی ہوا بہی نہیں لگی۔ ہاں یہہ بالکل صحیح ہے۔ کہ اظہار کمال حضرت کا انہیں

(باقی آیندہ)

بزرگوں کی وجہ سے ہوا۔

۱۰۹۔ مناظرین کا ذکر ہو رہا تھا فرمایا جب عنوان بے ادبی کا ہوتا ہے تو بچاؤ کے لیئے فقط نیت کافی نہیں چنانچہ کلام اللہ میں اس عنوان کا رد ہے جو آجکل مناظرین نے اختیار کر رکھا ہے کقولہ تعالیٰ۔ لقد سمع اللہ قول الذین قالوا ان اللہ فقیر ونحن اغنیاء الآیۃ بیشک اللہ نے سن لیا ہے اُن لوگوں کا قول جنھوں نے یوں کہا کہ اللہ تعالیٰ مفلس ہے اور ہم مالدار ہیں۔ اور آگے فرماتے ہیں کہ فقط سننے پر ہم نے اکتفا نہیں کیا بلکہ ہم اون کی کہی ہوئی بات کو اون کے نامہ اعمال میں لکھ رکھیں گے۔ ظاہر ہے کہ یہود کا اس بیہودہ قول کے موافق اعتقاد تو نہو گا کیونکہ وہ اہل کتاب تھے اور یہ مسئلہ ایسا بدیہی ہے کہ کسی عاقل پر پوشیدہ نہیں لیکن یہہ بات انھوں نے استہزاءً کہی تھی اور مقصود اس سے تکذیب ہے آیات قرآنیہ موجبہ انفاق اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چنانچہ آگے آیت فان کذبوک سے اسکی تائید بھی ہوتی ہے۔ پس اون کا مطلب یہ ہو گا کہ ان آیتوں کا مضمون اگر صحیح ہو تو اس سے خالق کا فقیر اور مخلوق کا غنی ہونا لازم آتا ہے اور یہ لازم ۴۵
باطل ہے پس ان آیتوں کا مضمون بھی صحیح نہیں تو دیکھئے اون کا عقیدہ تو یہ بظاہر نہیں تھا مگر رسول کے جھٹلانے کو یہ عنوان اختیار کیا تھا۔ یہی طرز آجکل ہمارے بھائی مسلمانوں نے اختیار کر رکھا ہے کہ خواہ بزرگوں کی توہین ہو جائے مگر اپنا بالا جیتا رہے۔

(۱۱۰) فرمایا شریعت نے الفاظ میں بھی یہاں تک احتیاط کی ہے کہ اپنے نفس کو بھی بُرا مت کہو حدیث میں آیا ہے کہ اگر کسی شخص کا دل متلی کرتا ہو تو یوں مت کہو کہ میرا دل میلا ہو رہا ہے یا بُرا ہو رہا ہے۔ بلکہ یوں کہو کہ مجھے متلی ہو رہی ہے مگر حق تعالیٰ کے سامنے اپنی حقارت اور بُرائی کرنا دعا کے وقت میں جائز ہے۔ اور یہہ بھی فرمایا کہ ہمارے تمام اعضاء مشین الٰہی ہیں تو ہمیں جس طرح چلانیکا حکم ہو اوسیطرح چلانا چاہیئے۔ اور راز اس میں یہہ ہے کہ جب ہم اپنے نہیں ہیں تو یہ دیکھنا چاہیئے کہ ہمیں کس طرح تصرف کرنے کا حکم ہے بس اوسیطرح تصرف کریں اور یہی راز ہے کہ خودکشی کرنا جائز نہیں اور یہ بھی فرمایا کہ جب یہ راز معلوم ہو جاتا ہے کہ ہم اپنے نہیں تو بہت سے مجاہدوں سے نجات ہو جاتی ہے

فرمایا کہ مولانا فخر الحسن صاحب فرماتے تھے کہ مکہ معظمہ میں ایک بزرگ تھے۔ ایک شخص اونکی تعریف کرنے لگا تو وہ خوش ہوئے مجھکو یہ خیال ہوا کہ یہ کیسے بزرگ ہیں کہ اپنی تعریف سے خوش ہوتے ہیں اون بزرگ کو اس خطرہ پر اطلاع ہوگئی فرمایا کہ بھائی میں اپنی تعریف سے تہوڑا ہی ہنستا ہوں میں تو اپنے خالق کی تعریف سے ہنستا ہوں یعنے مجھے جو کوئی اچھا کہتا ہے یہ اونہیں کی تعریف ہوتی ہے کیونکہ میں تو اونہیں کا بنایا ہوا ہوں اسپر مجھکو پھر خیال ہوا کہ میرا یہ اعتراض بھی تو اونہی کا پیدا کیا ہوا ہے اس کے رفع کا کیوں اہتمام کیا اسپر بھی اون بزرگ کو اطلاع ہوگئی فرمایا کہ وہ ادب ہے کہ برائیوں کو خدا کی طرف منسوب کرے۔ اور یہ بھی فرمایا کہ اگر کسیکو معرفت نصیب ہو جائے تو بہت سے مجاہدوں سے نجات ہو جائے اور بغیر معرفت کے نرا مجاہدہ کافی نہیں چنانچہ اسی کی فرع ہے کہ ہمارے حضرت حاجی صاحبؒ نے وسوسہ کا ایک علاج لکھا ہے۔ اللہ اکبر کیا علاج ہے فرماتے ہیں کہ اگر کسیکو وساوس اور خطرات آئیں اور
کسی طرح دفع نہوں تو یوں خیال کرے کہ قلب بھی کیا وسیع دریا خدا نے بنایا ہے کہ جمیں ۵۰
خطرات کی موجیں چلی آرہی ہیں جو منقطع نہیں ہوتیں کیا خدا کی صنعت ہے پھر تو سارے خطرات آئینہ جمال الٰہی ہو جاویں گے اب جو خطرہ بھی آوے تو یوں کہدو کہ یہ بھی اوسی دریا کی موج ہے جو حق تعالیٰ نے پیدا کیا ہے اب شیطان خود بخود بہاگ جاوے گا اور کہیگا کہ میں نے جو طریقہ حجاب اختیار کیا تہا وہ آئینہ جمال ہو گیا۔

(۱۱۱) فرمایا کہ بعض لوگ میرے پاس ایسے آتے ہیں کہ اون کو دیکھکر انشراح ہو جاتا ہے اور یہ جی چاہتا ہے کہ یہ مجھ سے درخواست بیعت کریں مگر بعض مصالح کی بنا پر میں خود اوسکو ظاہر کرنا مناسب نہیں سمجھتا اگرچہ جواز میں کچھ کلام نہیں دیکھئے اگر نکاح کی درخواست لڑکی یا لڑکے والے کیطرف سے ہو تو منع نہیں۔ مگر ایک تو اس کا دستور نہیں اور دوسرے لڑکی یا لڑکے والوں کو حجاب ہوتا ہے۔ اور بعض لوگ ایسے آتے ہیں کہ اون کو دیکھکر ایک انقباض سا پیدا ہو جاتا ہے۔ یہ امر ذوقی ہے۔ میں وجہ بیان نہیں کر سکتا ہوں اور یہ میرے اختیار سے باہر ہے۔ یہ حق تعالیٰ کی طرف سے ہے اور میرے ساتھ کچھ

خاص نہیں ہے بلکہ جس سے وہ کچہہ کام لینا چاہتے ہیں اوسکو وہ یہ مذاق عطا فرما دیتے ہیں دیکھئے نجار کو فوراً لکڑی کا حال معلوم ہو جاتا ہے کہ اسمیں فلاں چیز بنے گی اور فلاں چیز نہیں بنے گی اگرچہ یہ حجت شرعی نہیں ہے لیکن تجربہ سے ثابت ہوا ہے کہ اکثر اوسکی جانچ کے موافق ہی ہوتا ہے علی ہذا ہر کام والے کو اپنے کام میں ملکہ ہو جاتا ہے یہ کچہہ علم پر بہی موقوف نہیں ہے۔ بلکہ علم خود ملکہ ہے۔ دیکھئے اگر کوئی اندھا مکھی کہا جاوے تو اوس کا دل ضرور اوس مکھی کو جسمیں مکھی ہے نکال دیگا اور ہضم نہ ہو گا۔ غرض یہ امر اختیاری نہیں جیسے اوزار کاٹتا ہے مگر خود اوسکو خبر نہیں کہ میں کیا کاٹ رہا ہوں یہ سب خدا کی طرف سے ہے۔ جو کام کسی سے لینا منظور ہوتا ہے اوسکو اوسکی ضروریات پہلے سکہا دیتے ہیں قرآن شریف میں خود مذکور ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو خلیفہ بنانا تہا تو سب علوم خلافت کے متعلق اونکو سکہا دئیے تہے اور امتحان میں بہی پاس کر دیا۔ اسپر مجہے ایک بادشاہ کا قصہ یاد آیا۔ اوس نے ایک عجیب و غریب وصیت کی تہی کہ اگر میں مرجاؤں تو وہ شخص بادشاہ ہو جو صبحکو شہر کے اندر سب سے پہلے داخل ہو چنانچہ اوس کا انتقال ہو گیا اور ایسا ہی ہوا کہ ایک فقیر اول شہر پناہ کے دروازہ سے داخل ہوا وہ اوسکو کھینچکر محل شاہی میں لے گئے اور غسل وغیرہ دیکر شاہی لباس پہنا کر تخت پر بٹہا دیا۔ اب جناب نے بیٹھتے ہی حکم احکام جاری کرنے شروع کیے لوگو پر رعب چھا گیا۔ جب کام سے فارغ ہوئے تو وزیر کو حکم کیا کہ ہمکو بغلوں میں ہاتہہ ڈالکر اوٹھاؤ۔ یہ سنکر وزیر حیران ہو گیا۔ اور خلوت میں دریافت کیا کہ حضور یہہ آداب شاہی آپ کو کہاں سے معلوم ہو گئے۔ آپ کو تو کبھی ایسا اتفاق بہی نہیں ہوا بادشاہ نے کہا جس نے ہمکو بادشاہی عطا کی ہے اوس نے ہمکو آداب بہی سکہائے ہیں ۵۱

(۱۱۲) ۶ ۲ رجب بعد نماز جمعہ ایک نووارد صاحب سے فرمایا کہ آپکے وسواس جاتے رہے یا نہیں۔ اون صاحب نے عرض کیا کہ بحمد للہ اور حضور کی دعا سے بالکل تسلی ہو گئی۔ حضرت والا نے فرمایا کہ ممکن ہے کہ بزرگوں کا تصرف ہوا ہو مگر میں تو یہہ جانتا ہوں کہ تمہاری محنت اور کوشش سے اللہ تعالیٰ نے فضل فرما دیا اور یہ بہی فرمایا کہ دیکھئے مجہے لوگ بدخلق اور

متشدد کہتے ہیں اگر میں سختی نہ کرتا توان امراض کا ہرگز ازالہ نہوتا جو تمکو تھے۔ مولنا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک حکایت لکھی ہے۔ کہ ایک سوار جنگل میں جارہا تھا۔ اوس نے دیکھا کہ ایک شخص پڑا ہوا سورہا ہے اور اوس کی طرف کو ایک سیاہ سانپ لپک رہا ہے تو وہ سوار سانپ کو روک نہیں سکا اوس مسافر کی طرف کو گھوڑا دوڑایا۔ اور جاتے ہی ایک چابک بہت زور سے رسید کیا جس سے وہ گھبراکر اوٹھا اور ایک اور رسید کیا جس سے وہ کھڑا ہوگیا غرضیکہ یہ برابر چابک مارتا رہا اور وہ برابر روتا ہوا اور چلاتا ہوا بھاگتا رہا اور یہ اوس کے پیچھے گھوڑا دوڑائے رہا بالآخر جب وہ بہت فصل سے نکل گیا تب اوس سے کہا کہ اسوجہ سے میں نے تجھے مارا۔ اوس مسافر کو جب یہ خبر ہوئی تو بہت ممنون و شکر گزار ہوکر دعائیں دیں کہ تم نے میری جان بچائی۔ اب بتلائیے کہ پہلے ہی اوسکی سمجھ میں کیسے آسکتا تھا اور آسانی سے اوٹھانے اور سمجھانے کی مہلت کہاں تھی۔

(۱۱۳) ایک مولوی صاحب بعد تحصیل علوم درسی رامپور سے تشریف لائے اور حضرت والا کو ایک پرچہ دیا اوسے دیکھ کر فرمایا کہ آپ کہاں سے تشریف لائے ہیں اور آپنے ۵۲
کبھی مجھ سے خط وکتابت بھی کی ہے اون صاحب نے کہا کہ رامپور سے آیا ہوں اور خط وکتابت تو کبھی نہیں کی اسپر فرمایا کہ اب آپ کا کیا ارادہ ہے۔ کچھ قیام ہوگا۔ اسپر اون صاحب نے کہا اصلاح نفس کے لئے حاضر ہوا ہوں اور ایک ماہ قیام کروں گا۔ حضرت والا نے فرمایا کہ ایک ماہ تو اصلاح کے لئے کافی نہیں ہوسکتا افسوس علوم درسیہ کے لیے تو لوگ دس دس سال خرچ کرتے ہیں اور اس سے کم مدت کو کافی نہیں سمجھتے بھلا اصلاح نفس کے لیئے ایک مہینہ کیونکر کافی ہوسکتا ہے انصاف تو کیجئے حالانکہ درسیات پڑہنے سے خود یہی مقصود ہے دیکھئے اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے کہے کہ بیوی میں تو پردیس جانا چاہتا ہوں اور اب صرف ایک مہینہ کا قیام رہا ہے مگر جی یوں چاہتا ہے کہ لڑکے کو کھلاکر جاؤں تو بتلائیے یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ ایک ماہ میں لڑکا بھی ہوجائے اور کھلا بھی لیں۔ ایسی ہی ایک ماہ میں اصلاح ہوگی جیسے لڑکا ہوگا۔ افسوس دنیا کی بعض مقاصد کے واسطے ساری عمر صرف کردیتے ہیں اور اخروی مقصود کے حصول کیلئے ایک سال بھی خرچ نہیں کرتے۔

(باقی آئندہ)

فرمایا ہاں یہ ہوسکتا ہے کہ ایک مہینہ آپ یہاں رہیں اور جو کچھ میں کہا کروں وہ سنا کریں اس سے نفع ہوگا اور فرمایا کہ اس پرچہ کو اس بکس میں ڈال دیجئے میں صبح کو دیکھ کر کچھ تعلیم کردونگا اپنے کام میں مصروف رہیئے۔ باقی رہے احوال سو اول تو وہ لازم نہیں پھر اسکے واسطے ایک مدت چاہیئے اور یہہ بھی فرمایا کہ یہاں لوگوں کو موقع بات چیت کا نہیں ملتا تھا۔ بالخصوص اون لوگوں کو جنپر غلبۂ ادب ہوتا ہے وہ ہمیشہ رہ جاتے تھے اور جری لوگ سبقت کر کے مجھکو پریشان کیئے دیتے تھے لوگوں کی پریشانی کی وجہ سے اس لئے آسانی کے واسطے میں نے یہ بکس رکھدیا ہے۔ کہ ہر شخص بے تکلف اپنے حالات لکھ کر ڈالدے میں جواب دے دیتا ہوں اور اگر کسیکو زبانی سمجھانیکی ضرورت ہوتی ہے تو وہ یہی لکھ کر بکس میں ڈالدیتا ہے اور میں اوس کے لئے خود وقت مقرر کر دیتا ہوں۔

(۱۱۴) ایک مرتبہ نواب وقار الملک مجھے علیگڑھ کالج میں لے گئے اور وہاں کے طلبار کے بھی کثرت سے درخواستیں تھیں۔ میرا وہاں بیان ہوا۔ میں نے اول ہی کہا
۵۴ کہ صاحبو آپ لوگونکو یہ شکایتیں ہیں کہ علمار ہماری خبر نہیں لیتے اور علمار کو آپ لوگونکی شکایتیں ہیں کہ آپ اونکو اپنی خبر نہیں دیتے دیکھئے اگر آپ لوگوں میں سے کوئی شخص امراض جسمانی میں مبتلا ہوتا ہے تو فوراً ڈاکٹر اور طبیب کی طرف رجوع کرتا ہے۔ اور وہاں کامیابی نہیں ہوتی دوسری جگہ جاتے ہیں یہاں تک کہ ہر جگہ سے ناکام ہوکر سول سرجن کے پاس جاتے ہیں غرض جبتک صحت نہیں ہوتی اسی دہیان اور دہن میں لگے رہتے ہیں اب میں آپ سے قسم دیکر پوچھتا ہوں کہ جو معاملہ آپ حضرات ان امراض کے مصلح کے ساتھ کرتے ہیں وہی معاملہ امراض باطنی کے معالجین کے ساتھ کرتے ہیں اگر ایک جگہ سے ناکامیابی ہوئی تو دوسری جگہ رجوع کرتے ہیں اور اسیطرح تیسری اور چوتھی جگہ علی ہذا بس دینی معاملات میں اول تو آپ لوگوں نے ایک یہہ خیال قایم کر لیا ہے کہ ہمارے برابر کوئی جانتا ہی نہیں اور بعضوں کی تو یہاں تک نوبت پہونچ گئی ہے کہ وہ دین ہی کو ضروری نہیں سمجھتے۔ اور دوسرے اگر کسیکو توفیق رجوع کرنے کی ہوئی بھی تو ایک کسی شخص سے

دریافت کرلیا وہ بھی اون شرائط کے ساتھ نہیں جن شرائط سے ڈاکٹر کے ساتھ معاملہ کرتے ہیں اب اگر ایک جگہ سے شفا نہیں ہوئی اور یہ ممکن ہے جیسے امراض ظاہری ہیں یہہ ضروری نہیں کہ ایک ہی طبیب سے آرام ہوجائے تو آپ لوگ دریافت کرنا ہی چھوڑ دیتے ہیں اور یہہ فیصلہ کلی کرلیتے ہیں کہ بس جی اب کوئی نہیں رہا۔ میں آپ کو متنبہ کرتا ہوں کہ یہی وہ مرض ہے کہ جس کی وجہ سے آپ علماء سے بیزار ہوگئے ہیں افسوس آپ ڈاکٹروں سے بدگمان اور بیزار نہیں ہوتے۔ حالانکہ اکثر ناکامی ہوتی ہے حتے کہ سول سرجن کے یہاں جاکر بھی بہت سے مریض ہلاک ہوجاتے ہیں۔ وجہ اسکی صرف یہی ہے کہ ان امراض کو مہلک سمجھا جاتا ہے اور امراض باطنی کو امراض ہی نہیں سمجھتے پھر فرمایئے توجہ ہو تو کیونکر ہو میں نے تو یہاں تک کہدیا کہ آپ لوگوں کے شبہات کے جواب دینے کو میں تیار ہوں۔ اور صورت بھی ایک آسان بتلائے دیتا ہوں آپ لوگ کالج میں ایک رجسٹر بناکر رکھہ لیجئے اور جس شخص کو کوئی شبہ ہو اوس رجسٹر میں
لکھہ دیا کرے چھہ ماہ بعد وہ میرے پاس بھیجدیا کرو انشاء اللہ تعالی میں واقعی جو شبہات ۵۷
اور اعتراض ہونگے۔ اون کے جوابات لکھ کر آپ حضرات کے پاس بھیجدیا کرونگا اس دستور العمل کے بعد میں وعدہ کرتا ہوں کہ انشاء اللہ چند سال کے بعد شبہات کی جڑ ہی کٹ جائے گی۔ مگر حضرت آجتک کسی سے بھی یہ نہیں ہوسکتا اور وجہ اسکی یہی ہے کہ دین کو ضروری نہیں سمجھتے غرض یہ ہے کہ لوگ علماء کی شکایت کرتے ہیں کہ یہہ ہماری خبر نہیں لیتے سول سرجن کی کیوں نہیں شکایت کرتے کہ گھر گھر کیوں نہیں پھرتا وجہ یہ ہے کہ اون کی عظمت ہے علماء کی عظمت نہیں۔

(۱۱۵) ایک مہمان رئیس کی طرف جو بعض شبہات کی تحقیق کر رہے تھے مخاطب ہوکر یہہ بھی فرمایا کہ حضرت یہہ بلائیں ارضی ہیں سماوی نہیں ہیں یہ خود لوگوں نے اپنے ہاتھوں خریدی ہیں سماوی بلاؤں کا رنگ ہی اور ہوتا ہے یہہ وہ بلائیں ہیں جنکے واسطے حق تعالی فرماتے ہیں وما اصابکم من مصیبۃ فبما کسبت ایدیکم اور رہا یہ شبہ کہ اللہ میاں بھی کافروں کے مددگار ہیں جیسا کہ بعض گستاخوں نے

جنگ طرابلس میں کہتا تھا کہ اللہ تعالیٰ بھی تثلیث کے طرفدار ہیں نعوذ باللہ تو حضرت سنئے نافرمانی
وہ چیز ہے کہ بھنگی سے شاہزادے کے چابک لگوائے جاتے ہیں تو کیا اس صورت میں
بادشاہ بھنگی کا طرفدار ہے اور کیا اس سے یہ لازم آگیا کہ بھنگی مقبول ہے۔ بلکہ بات یوں ہے
کہ شاہزادہ اپنے مردود ہونے کی وجہ سے مغلوب ہے (چونکہ عصر کی جماعت کھڑی ہوگئی
اسلئے ملفوظ بند ہوگیا۔ پھر بعد نماز) فرمایا کہ مجھے ایک آیت شریف یاد آئی سورۂ بنی
اسرائیل میں ہے اور یہ بنی اسرائیل کافر نہیں تھے اہل کتاب تھے انبیاء کے قائل تھے
حق تعالیٰ نے اون کے بارے میں ایک دو پیشین گوئیاں اونکی کتاب میں بیان فرمائی
ہیں وہ کلام اللہ میں منقول ہیں۔ قولہ تعالیٰ وقضینا الی بنی اسرائیل فی الکتاب
لتفسدن فی الارض مرتین ولتعلن علوا کبیرا ہ فاذا جاء وعد اولٰھما بعثنا
علیکم عبادا لنا اولی باس شدید فجاسوا خلل الدیار وکان وعدا مفعولا
مطلب یہ ہے کہ ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب میں یہ بات بتلا دی تھی کہ تم سرزمین میں دوبار
فساد مچاؤگے اور بڑا زور چلانے لگوگے پھر جب اون دو باتوں میں سے پہلی مرتبہ کی میعاد ۵۵
آوے گی یعنی تم اول مرتبہ شرارت کروگے تو ہم تم پر اپنے ایسے بندوں کو مسلط کریں گے جو بڑے
خونخوار ہوں گے پھر وہ گھروں میں گھس پڑیں گے اور یہ ایک وعدہ ہے کہ جو ضرور ہوکر
رہے گا اب اسمیں دیکھنے کی چند باتیں ہیں ایک تو یہ کہ لتفسدن فی الارض میں دیکھنا
چاہیئے کہ اون لوگوں کو جو کہ اہل کتاب ہیں مفسد اور حد سے گذرنے والا فرمایا ہے۔ اور
دوسری بات یہ ہے کہ جنکو عبادا لنا فرمایا ہے یہ کون لوگ ہیں یہ شرک میں بت پرست
ہیں اونکو اپنا بندہ فرما رہے ہیں اس حیثیت سے کہ ہماری مملوک ہیں اور ہمارا آلۂ عذاب
ہیں نہ اس حیثیت سے کہ مقبول ہیں بلکہ بات یہ ہے کہ تمہارے مردود ہونے کی وجہ سے
اونکو تم پر مسلط کردیا ہے اسیطرح دوسرے وعدہ کو فرماتے ہیں۔ قولہ تعالیٰ فاذا جاء وعد الاخرۃ
لیسوٗا وجوھکم ولیدخلوا المسجد کما دخلوہ اول مرۃ ولیتبروا ما علوا تتبیرا ؕ
فرماتے ہیں کہ پھر جب دوسری میعاد آوے گی یعنی دوبارہ شرارت کروگے ہم پھر دوسروں کو
مسلط کریں گے تاکہ وہ تمہارے منہ بگاڑ دیں اور جس طرح وہ لوگ تمہاری مسجد میں گھسے تھے

یہ لوگ بھی اوسمیں گھس پڑیں اور جس جس طرح پر اون کا زور چلے سب کو برباد کر ڈالیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے ہی مقامات متقدسہ کی بے حرمتی ہمارے ہاتھوں ہو چکی ہے اور اب بھی ہمارے ہاتھوں ہو رہی ہے۔ رہا یہ شبہ کہ اللہ میاں کو یہ کیسے گوارا ہوا سو اون کے نزدیک تمام زمین برابر ہے۔ خدا کے اوپر تھوڑا ہی قانون چلتا ہے یہ تو ہمیں حکم ہے کہ ہم اون کی تنظیم کریں خدا پر لازم نہیں کہ کسیکی تعظیم کریں۔ دیکھئے اگر ٹوپی پر نجاست پڑ جاتی ہے تو اوسے اُتار کر پھینکدیتے ہیں ایک منٹ سر پر نہیں رکھتے اور جوتہ اگر نجاست میں بھر جائے تو اوسے کوئی نہیں پھینکنا۔ جانتے ہیں کہ یہ تو نجس ہی ہے اگر اور نجاست میں بھر گئی تو کیا ہوا۔ اسی طرح کافر اور مسلم کی مثال ہے کہ مومن مثل ٹوپی کے ہے کہ اگر اوس میں ایک دھبہ بھی پڑ جاتا ہے تو ناگوار ہوتا ہے اور کافر مثل پاپوش کے ہے کہ اگر سب بھی بھر جائے تو ناگوار نہیں ہوتا۔ تو کیا اوس سے یہ لازم آگیا کہ جوتہ کلاہ سے افضل ہے اون رئیس صاحب نے بعض اہل غلہ کے عذر کے طور پر کہا کہ مصیبت کے وقت عقل بھی جاتی رہتی ہے۔ حضرت والا نے فرمایا کہ یہ سچ ہے مگر کس کی عقل جاتی رہتی ہے جو نافرمان ہے اوسکی عقل جاتی رہتی ہے بلکہ اوسکی حالت راحت میں بھی ایسی ہی ہوتی ہے۔ کیونکہ وہ راحت کو اپنی ہی عقل کا ثمرہ سمجھتا ہے اور مصیبت کو اوروں کے سر تھوپتا پھرتا ہے اور مطیع مصیبت کے وقت اور بھی زیادہ عاقل اور بیدار ہو جاتا ہے کیونکہ بوجہ طاعت اور تابعداری کے حق تعالیٰ اوس میں عرفان کی شان پیدا کر دیتے ہیں اور فوراً رجوع بحق ہو جاتا ہے اوسکو راحت اور مصیبت دونوں مذکر حق ہوتے ہیں (جامع) جیسا کہ حضرت عارف معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے ؎

۵۶

ازیں مصائب دوران مثال شادان باد	کہ تیر دوست بہ پہلوئے دوست مے آید

اور حضرت بو علی رح فرماتے ہیں ؎

کفر و ایمان ہر دو را بر سم بزن	بعد ازین دریاب معنی بہ فن

یعنی اے خدا کے بندے جب تو طالب حق ہے تو تجھے راحت اور مصیبت سے بالکل قطع نظر کر لینی چاہیئے) اور حضرت والا نے یہ بھی فرمایا کہ آپ اب اِس کا تجربہ کریں

دو عالموں کے پاس جائیے ایک اون میں متدین اور متقی ہے اور ایک فقط عالم ہے میں قسم کہا کر کہتا ہوں کہ آپ متقی کو عاقل اور فہیم پائیں گے اور غیر متقی کو نہایت خشک اور کورا بلکہ میں تو یہاں تک کہتا ہوں کہ ایک شخص ان پڑھ اور متقی ہوا ور دوسرا فقط عالم آپ اوس ان پڑھ میں جو فہم دیکھیں گے وہ اوس عالم میں ہرگز نہو گی چنانچہ حضرات صحابہ میں اکثر وہ لوگ تھے کہ نہ پڑھنا جانتے تھے نہ لکھنا مگر جب بادشاہوں کے دربار میں دعوت اسلام دینے جاتے تھے اور شاہان دنیا سے خطاب کرتے تھے بڑے بڑے بادشاہ اون کی باتیں سنکر حیران ہوجاتے تھے حضرت عمرؓ کی خلافت میں جب سفیر اسلام ہرقل کے دربار میں تشریف لے گئے ہیں اور اوس نے حضرت عمرؓ کے حالات دریافت کیے ہیں کہ تم اپنے خلیفہ کے حالات سناؤ وہ کیسے ہیں اور کیا کرتے ہیں تو ایک شخص ان پڑھ معمولی لباس میں سے جواب دیتے ہیں کہ ہمارے خلیفہ کا مختصر یہہ حال ہے کہ لایخدع ولایخدع۔ دیکھیے ایک ان پڑھ شخص نے
۵۸ دو جملوں میں وہ جواب دیا ہے کہ بادشاہ حیران ہوگیا تو بات کیا تھی طاعت کی برکت سے عرفان حق حاصل تہا حق تعالی اون کے حامی اور مددگار رہتے تہے۔ من کان اللہ کان اللہ لہ حضرت۔ وہ تعلیم حق تھی اور انہیں طاعت کی بدولت تھی جن کو آج ہم نے چھوڑ رکھا ہے۔

غرض ہرقل نے یہ سنکر ارکان دولت کو جمع کیا اور کہا کہ ان کے خلیفہ میں یہہ دونوں باتیں ایسی ہیں کہ جس شخص میں یہ دونوں باتیں جمع ہوجاویں تو ساری دنیا اوس کا مقابلہ نہیں کرسکتی۔ لایخدع سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص بہت بڑا متدین ہے جو سلطنت کا راس ہے۔ اور ولایخدع سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص بہت بڑا عاقل ہے جو صاحب سلطنت کو ہونا چاہیے اور تدین اور عقل جس میں جمع ہو وہ سب پر غالب ہوگا اور یہ بہی فرمایا کہ حضرت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے زیادہ کیا مسلمانوں کو مصیبت ہوگی اوس طرف تو آپ کی وفات کا اتنا عظیم واقعہ دوسری طرف کفار کا زور تھا ایک فرقہ مرتدین کا شور و غل مگر حضرت [illegible]

ابوبکر صدیقؓ ایک تنہا شخص کہ جن کی مخالفت مشورہ میں تمام صحابہ کر رہے ہیں اور پھر
حضرت صدیق ساری دنیا کے مقابلہ کے لئے تیار۔ یہاں تو حضورؐ کی وفات کی ہل چل
پڑی ہے اور آپ حضرت اسامہؓ کو فوج دیکر شام کو بھیج رہے ہیں اور ساتھ ساتھ
ہی ایک لشکر مانعین زکوٰۃ کے اوپر بھیج رہے ہیں حضرت عمرؓ اسکی مخالفت کرتے ہیں
کہ یہ موقع نہیں ہے اگر ہم مدینہ سے باہر جاویں گے تو اندیشہ ہے کہ کفار مدینہ پر چڑھ
آئیں اور اہل مدینہ کے ساتھ بے ادبی کریں حضرت سیدنا ابوبکر صدیقؓ فرماتے ہیں
کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ان اللہ معنا تو حضورؐ کے ساتھ میں تھا میرے ساتھ خدا ہے
اگر ساری دنیا بھی پھر جاوے گی تو انشاء اللہ میں غالب آؤں گا اور اوس علم کو ہرگز
نہ کھولوں گا جسکو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے باندھا ہے
اور جو شخص زکوٰۃ و صلوٰۃ میں فرق کرے گا اوس سے ضرور قتال کرونگا اگرچہ ازواج
کو بھیڑیے گھسیٹکر لیجائیں۔ طاعت کی برکت سے حق تعالیٰ نے کفار کے دلوں میں
وہ رعب ڈالا یہ سمجھے کہ ان کے پاس بہت سامان معلوم ہوتا ہے کہ جو اتنی بڑی فوج ۵۸
باہر روانہ فرما رہے ہیں۔ غرض یہ ہے کہ طاعت کے نور نے وہ نصرت فرمائی کہ سب پر
غالب آ گئے۔

(۱۱۶) فرمایا کہ میرے ایک عزیز نے ایک عجیب بات کہی تھی کہ مولوی ہونا کوئی خوشی
کی بات نہیں ہے دیندار ہونا خوشی کی بات ہے واقعی عجیب بات ہے۔

(۱۱۷) فرمایا ایک صاحب نے خط لکھا ہے کہ مجھے نماز پڑھنے کا بہت شوق ہے
مگر دل نہیں لگتا میں نے لکھدیا ہے کہ پھر اس میں ہرج ہی کیا ہے شیطان نے لوگوں کا
راستہ مار رکھا ہے (جامع نے عرض کیا کہ حضرت دوا پینے میں کونسا دل لگتا ہے ہر شخص
دوا کو بے دلی سے پیتا ہے اور اوسی حالت میں ہم دیکھتے ہیں کہ مریضوں کو شفا ہوتی
ہے اسے کوئی نہیں کہتا کہ دوا پیتا ہوں اور دل نہیں چاہتا جانتے ہیں کہ دوا پینے
میں دل کب لگا کرتا ہے اور یہ بھی جانتے ہیں کہ دل کے نہ لگنے سے دوا کا اثر تھوڑا ہی
جاتا رہتا ہے) فرمایا کہ بالکل صحیح ہے۔

(۱۱۸) ایک صاحب نے لکھا تھا کہ میری تربیت کر دیجئے میں نے اون سے دریافت کیا کہ تربیت سے آپکی کیا مراد ہے اون صاحب نے جواب دیا کہ میں کچھ وظیفہ پڑھا کرتا ہوں اسکی اجازت فرما دیجئے میں نے اونکو لکھا ہے کہ تربیت کے معنی اجازت دینا کس زبان میں ہے اب لوگ مجھے وہمی کہتے ہیں بتلائیے ہمیں کونسے وہم کی بات ہے۔

(۱۱۹) فرمایا کہ طالبان جاہ دین کا کام بھی کرتے ہیں تو وہ بھی جاہ کے واسطے کرتے ہیں ۔

(۱۲۰) فرمایا کہ حضرت عمرؓ کو جب حضرت سیدنا ابوبکر صدیقؓ نے خلافت سپرد کی ہے تو حضرت فرماتے ہیں مجھے خلافت کی حاجت نہیں حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا کہ یہ سچ ہے کہ آپ کو خلافت کی ضرورت نہیں مگر خلافت کو آپکی ضرورت ہے۔

(۱۲۱) فرمایا حضرت مولنا محمد یعقوب صاحبؒ کی تاریخ پر بہت نظر تھی اون سے سُنا ہے کہ عالمگیر کے وقت میں ایک راجہ تھا اوس کا انتقال ہوگیا اوس نے ایک لڑکا نابالغ بچہ چھوڑا اور ایک بھائی تھا۔ اکثر لوگوں کی یہ رائے تھی کہ گدی پر بھائی کو بٹھایا جاوے۔ مگر چند آدمی اور وزیر لڑکے کے طرفدار تھے وزیر کی یہ رائے ہوئی کہ اس لڑکے کو بادشاہ کے پاس لیجانا چاہیئے تاکہ ترجیح اس کا مرجح ہو جائے چنانچہ وزیر لڑکے کو لیکر دہلی کو روانہ ہوا۔ اور رستہ میں سب محتمل سوالات سمجھا دیئے کہ اگر بادشاہ یوں دریافت کریں تو یہ جواب دینا اور اگر یہہ سوال کریں تو یہہ کہنا۔ لڑکا جب دہلی کے اندر آیا تو اوس نے وزیر سے یہہ سوال کیا کہ اگر بادشاہ نے مجھہ سے وہ باتیں دریافت کیں جو تم نے نہیں بتلائی ہیں تو میں کیا جواب دوں گا وزیر یہہ سوال سنکر دنگ رہ گیا اور کہا کہ جس خدا نے تیرے دلمیں یہہ بات ڈالی ہے وہ ہی جواب بھی تیرے دلمیں ڈال دے گا جب دربار میں پہونچے ہیں تو عالمگیر محل کے اندر حوض پر غسل فرما رہے تھے اوس لڑکے کو اندر بلوا لیا اور مزاحاً اوس کے دونوں ہاتھ پکڑکر حوض پر لٹکا کر فرمایا کہ تجھے ڈبو دوں۔ اس بات پر لڑکا ہنسنے لگا یہہ حرکت بادشاہ کو بہت ناگوار معلوم ہوئی کہ راجہ کا لڑکا اس قدر بے ادب فرمایا کہ تو بہت بے ادب معلوم ہوتا ہے ہنسی کی کیا بات تھی ۵۹

لڑکے نے جواب دیا کہ حضور بے شک بہت بے ادبی ہوئی مگر مجھے ایک خاص وجہ سے بیساختہ ہنسی آگئی اور بے اختیار قہقہہ نکل گیا جب حضور نے یہہ فرمایا کہ تجھے ڈبو دوں تو مجھے خیال ہوا کہ حضور تو اگر کسیکی ایک اونگلی بھی پکڑ لیں اور وہ ڈوبتا ہوا ہو تو نہ ڈوبے اور میرے تو دونوں ہاتھ حضور کے ہاتھوں میں ہیں میں کیسے ڈوب سکتا ہوں۔ بادشاہ کو یہہ جواب بہت پسند آیا اور کہا کہ یہہ لڑکا بے شک گدی کے قابل ہے اور فوراً گدی پر بیٹھنے کا حکم صادر فرمادیا اجی دیکھئے وہ لڑکا بادشاہ کے تابع تھا جب ہی تو اپنے ڈوبنے پر تعجب کیا۔ اور اگر بادشاہ لڑکے کے تابع ہوتا تو ڈوبنے میں کیا تعجب تہا اسیطرح اگر علما بے علموں کے ساتھہ ہوجاویں تو کیا نفع ہو۔ ہاں بے علم لوگ علما کے تابع ہوجاتے تب کچھہ نفع ہوتا دیکھئے ایک موٹی بات ہے اگر کوئی طبیب مریضوں کا اتباع کرنے لگے تو کیا مریضوں کو فائدہ کی امید ہوگی اور لوگ اسکو کمال سمجھیں گے ہرگز نہیں اور نہ اس میں کچھہ مریضوں کی سعادت
۶۰ بلکہ مریض اگر طبیب کے تابع ہوں تو اوس میں مریضوں کو نفع ہوگا اور یہ اونکا کمال بھی ہے اور عقلمندی بھی ہے کیونکہ اپنے آپ کو ایک حکیم اور دانشمند شخص کے سپرد کردیا۔ اور اوس صورت میں کہ جو طبیب مریضوں کے تابع ہوجائے یہ سراسر طبیب کا جہل ہے ایسے طبیب کے بارہ میں وہی کہا جاوے گا جو مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

بے خبر بود ند از حالِ دروں — استعیذ اللہ مما یفترون

اور یہ ناعاقبت اندیش اوسی حکم میں ہوں گے جس میں علماء بنی اسرائیل ہیں چنانچہ بعضے لوگ فخر یہ بیان کرتے ہیں کہ علماء بھی ہمارے ساتھہ ہوگئے یہہ کبھی نہیں سنا کہ کہتے ہوں کہ ہم علماء کے ساتھہ ہوگئے۔

(۱۲۲) فرمایا ایک شخص مجھے پنکھا جھل رہا تہا اور کبھی میرے سر میں ماردیتا تہا اور کبھی منہ پر میں نے دلشکنی کی وجہ سے کچھہ نہیں کہا وہ تو اپنے دلمیں خوش ہوتے ہوں گے کہ ہم نے خوب خدمت کی مگر کوئی کیسے دل سے پوچھے کہ ایک گھنٹہ مجھپر کیا مصیبت گذری

الحمدللہ کہ میرے قلب میں گذرا کہ یہی حالت ہے ہماری عبادتوں کی کہ ہم تو خوش ہوتے ہیں۔ کہ حق تعالیٰ کی عبادت کر رہے ہیں مگر واقع میں وہ سزا کے لائق ہیں اور منہ پر مار دینے کے قابل ہیں مگر وہ اپنے فضل سے ہمکو ضعیف سمجھکر قبول فرما لیتے ہیں۔

(۱۲۳) فرمایا کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات عقلی پر کفار بھی متفق ہیں بلکہ بعض واقعات سے تو معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان آپ کے کمال عقل کے جسقدر معتقد ہیں اوس سے زیادہ یہ کفار معتقد ہیں اس طرح سے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے جسقدر اسلام کو اور سلطنت کو ترقی ہوئی مسلمان تو اوسکو تائید حق کا ثمرہ سمجھتے ہیں۔ اور کفار چونکہ آپکی نبوت کے قائل نہیں اس لئے اوسکو ثمرہ آپ کے کمال عقل کا سمجھتے ہیں تو جو کام خدا کے کرنے کا ہے وہ لوگ آپکا سمجھتے ہیں۔ مگر افسوس بعض نام کے مسلمان آپکو نعوذ باللہ عقل میں بھی کامل نہیں سمجھتے یہی وجہ ہے کہ حضور کی ہر بات میں مخالفت کرتے ہیں (جامع بالخصوص تمدن اور معاشرت میں تو یہ لوگ اسقدر مخالفت کرتے ہیں کہ
٦١ الٹی تو یہ اہل یورپ کی غلامی کرتے کرتے ان کے دماغ سڑ گئے حالانکہ اون کا تمدن اکثر ہمارے جناب کے تمدن سے ماخوذ ہے افسوس ان لوگوں کے نزدیک آقا کے اصول تمدن آجکل کے ضروریات زمانہ کے لیے ناکافی ہیں)

(۱۲۴) فرمایا کہ ایک مرتبہ کفار نے حضرت صدیق اکبرؓ سے کہا کہ آپنے اپنے یار کا دعویٰ بھی سُنا ہے وہ یہ کہتے ہیں کہ مجھے معراج ہوئی ہے آپنے فوراً جواب دیا بیشک اگر وہ کہتے ہیں تو سچ ہے ضرور ہوئی ہے۔ کفار نے کہا کہ تم نے تو اتنی جلدی تصدیق کر دی آپنے فرمایا تمکو معلوم نہیں ہے میں تو اس سے پہلے اس سے بھی زیادہ بڑے واقعہ کی تصدیق کر چکا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس خود آسمان والے آیا کرتے ہیں۔ اس کے مقابلہ میں یہ تو ادنیٰ درجہ ہے کہ ان کو آسمان پر لے گئے سبحان اللہ صحابہ کو تو اللہ تعالیٰ نے کیسے فہم عطا فرمائے ہیں۔

(۱۲۵) فرمایا ایک صاحب کا خط آیا ہے کہ صاحب خدا کے واسطے کہیں آپ بھی ہندوستان سے نہ چلے جانا۔ میں نے جواب لکھا ہے کہ جناب میری ایسی ہمت کہاں ہے

(جامع) ہمیں اپنی توقیر اور بیت اللہ شریف کا ادب ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو اس تعلیم کے موافق عمل کرنے کی توفیق دے)

(۱۲۶) فرمایا ایک مولوی صاحب کا خط آیا ہے۔ بیچارے بہت نیک آدمی ہیں لکھا ہے کہ میں اپنی اصلاح کرنا چاہتا ہوں مگر فلانے مولانا صاحب منع کرتے ہیں اور جن امور سے میں بچنا چاہتا ہوں بوجہ فتنے کے وہ مولانا کہتے ہیں کہ نہیں تمہیں یہی کرنا چاہیئے۔ کیونکہ لوگوں کی دلداری کرنا ضروری ہے۔ اب میں جناب سے مشورہ لینا ہوں آیا میں اپنی اصلاح اور عاقبت کی فکر کروں۔ یا لوگوں کی دلداری کروں۔ فرمایا۔ میں نے لکھدیا ہے کہ اپنی اصلاح مقدم ہے۔ اور یہہ بھی فرمایا کہ آجکل آپ دیکھیں گے کہ لوگ کثرت سے اس بلا میں مبتلا ہیں کہ کسی طرح سے اپنا گروہ بڑھے۔ بس جی آجکل تو یا یسی رہ گئی ہے اور فرمایا کہ امام غزالیؒ نے لکھا ہے کہ اے عزیز تو کیا امید کر سکتا ہے اپنی اصلاح کی جبکہ تیرا معالج ہی بیمار ہے

(۱۲۷) فرمایا ایک صاحب نے لکھا ہے کہ میں نے بہت روزوں سے جناب کو خط نہیں بھیجا ہے میں معافی چاہتا ہوں۔ میںنے جواب لکھا ہے کہ اسمیں میرا کون نقصان ۶۲
ہوا ہے جو آپ معافی چاہتے ہیں۔

(۱۲۸) فرمایا ایک صاحب نے بہت لمبا خط لکھا ہے کہ میں جس کام میں لگ جاتا ہوں اوسمیں ایسا انہماک ہوتا ہے کہ دوسرے کاموں کی مطلق خبر نہیں رہتی۔ دوسرے کام بالکل ملیامیٹ ہوجاتے ہیں۔ اگر گھر کے کام کوشش کر کے کرتا بھی ہوں تو بدقت ہوتے ہیں میںنے جواب لکھا ہے کہ جب بدقت کرنے پر قادر ہو پھر کیوں نہیں کرتے اور اوس قدرت سے کام نہ لینے کی کیا وجہ اور فرمایا یہ ساری نفس کی شرارتیں ہیں۔ دین کے کام میں بھی لوگ راحت ڈھونڈھتے ہیں۔ راحت ہوتی ہے مگر کام کے بعد ہوتی ہے۔ لوگ پہلے راحت طلب کرتے ہیں۔ اسکی ایسی مثال ہے جیسے کوئی مریض یوں کہے کہ میں تندرست نہیں ہوتا اور دوا پینے سے بہت دل گھبراتا ہے۔ اگر پیتا ہوں تو بدقت پیتا ہوں تو صحت بدون ازالۂ مرض کے نہ ہوگی اور ازالۂ مرض بدون دوا کے نہ ہوگا۔ مگر خدا جانے دینی امور میں لوگوں کی عقل کہاں مسخ ہو گئی ہے اور فرمایا اون صاحب نے یہ بھی لکھا ہے کہ کوئی ایسی ترکیب بتلایئے

جس سے خدا کی محبت جاگزیں ہو جاوے اور دنیا کی محبت مغلوب ہو جاوے میں نے اس کا جواب لکھا ہے کہ اس کا درجہ اختیاری مطلوب ہے یا غیر اختیاری اور یہ بھی فرمایا کہ اون کو جس حالت کی طلب ہے۔ یہ بہت مدت کے بعد کام کرنے سے ہوتی ہے وہ چاہتے ہیں کہ اول حالات پیش آجاویں۔ حالانکہ ثمرات ہیں اعمال کے اور وہ بھی غیر ضروری ورنہ ثمرات کا ظہور تو آخرت میں ہوگا یہاں تو اکثر ایک ذوق اور کیفیت پیدا ہو جاتی ہے جس سے دل خوش ہونے لگتا ہے۔

(۱۲۹) فرمایا کہ ایک مولوی صاحب کا خط آیا ہے اونہوں نے ٹانڈہ بلانیکی درخواست کی ہے احقر نے عرض کیا کہ میرے پاس بھی اون کا خط آیا ہے لکھا ہے کہ اگر کوئی بے ادبی ہوگئی ہو اور اوس کی وجہ سے مولٰنا ناراض ہو جاویں تو راضی کر دینا۔ اسپر حضرت والا نے فرمایا کہ یہاں تو ادب اور بے ادبی کا سلسلہ ہی نہیں۔ ہاں یہاں تو وہ بے ادبی سمجھی جاتی ہے۔ میں سارا خلاصہ عرض کیے دیتا ہوں جس میں بے ادبی کرنے والے کا ضرر ہوتا ہے۔ اور جس میں اوس کا ضرر نہیں ہوتا۔ میں اس کی کبھی پرواہ بھی نہیں کرتا ۶۷
ایک شخص نے عرض کیا کہ جب کسی شخص سے محبت ہو تو محب کو اوس کے قرب سے ڈرنا اسمیں تعجب معلوم ہوتا ہے۔ جب کسی شخص سے محبت ہوتی ہے تو پہر اوس سے ڈر کیسا وہ تو اگر جان بھی لے لے تو غنیمت سمجھا جاتا ہے۔ فرمایا جی ہاں اسکی ایسی مثال ہے جیسے کوئی کہے کہ روٹی کہانیکو تو دل چاہتا ہے مگر ہیضہ سے ڈر معلوم ہوتا ہے یہ معلوم ہوا کہ جی ہی نہیں چاہتا اور کہا کہ ہیضہ بھی ہو جاتا تو وہ اوس ہیضہ کو بھی مبارک سمجہتا اسپر ایک حکایت بیان فرمائی کہ کسی گاؤں سے کچھہ لوگ بہاگے جارہے تھے ایک فاقہ زدہ بھی سامنے آگیا اوس نے کہا کہ تم لوگ کہاں جا رہے ہو۔ اونہوں نے کہا کہ ہم گاؤں کو چھوڑے ہوئے جا رہے ہیں۔ کیونکہ گاؤں میں ہیضہ کی بیماری ہوگئی ہے اوس نے کہا کہ ہیضہ کسے کہتے ہیں انہوں نے کہا کہ ہیضہ بہت کہانے سے ہو جاتا ہے اوس نے کہا کہ ایسا مبارک مرض ہمیں کبھی نہیں ہوا۔ تو حضرت طالب کی تو یہ حالت ہوتی ہے۔

(۱۳۰) ایک شخص نے عرض کیا کہ حضرت جیسے طالب علموں کو طلب علم میں اجر ملتا ہے مسائل دریافت کرنے میں بھی اجر ملتا ہے یا نہیں فرمایا کہ جی ملتا ہے یہہ بھی تو طلب علم ہی ہے۔علم صرف عربی حاصل کرنے کا نام تھوڑا ہی ہے جس بات میں طلب دین ہو وہی طلب علم ہے۔

(۱۳۱) فرمایا۔ ایک صاحب لکھتے ہیں کہ آپنے بہت دنوں سے خط نہیں بھیجا میں نے جواب لکھا ہے کیا مینے ابتداءً نہیں بھیجا یا آپ کے خط کا جواب نہیں دیا۔ اجامع اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ حاکم حکیم خود لوگوں سے دریافت کرتے پھریں کہ تم علیل تو نہیں ہو یا تمہارا مقدمہ تو نہیں ہے۔

(۱۳۲) فرمایا کہ احوال صحیح جب ہوتے ہیں جب عمل دین کے موافق ہوتا ہے۔ اصلی پہچان یہی ہے اجامع سب حال قال سنت کے موافق ہو یہی مقصود ہے نیا حال نیا قال نیا عمل سب مردود ہیں سنت پر عمل کرکے ان سب کو مٹا دینا چاہیئے۔

(۱۳۳) فرمایا ایک صاحب کا خط آیا ہے وہ بیچارے بیمار ہیں لکھا ہے کہ ۶۴
بیماری کیوجہ سے وظائف واوراد بالکل نہیں ہوتے بہت قلق ہے۔ فرمایا میں نے جواب لکھا ہے کہ بعض مرتبہ امراض سے وہ نفع ہوتا ہے جو اوراد سے نہیں ہوتا۔ اور حاضرین کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ اس طریقہ کا اصول یہہ ہے۔ کہ پریشان کی تسلی کیجاوے اور جو شخص بے فکر ہو اوس میں فکر پیدا کیجاوے۔ آجکل چونکہ لوگ فن سے واقف نہیں ہیں اس لیئے ان باتوں کی قدر نہیں کرتے اور مجھے تو پریشان کی حالت پر اسقدر رحم آتا ہے کہ خود پریشان ہوجاتا ہوں اور جیسے اپنی پریشانی بُری معلوم ہوتی ہے ایسے ہی دوسروں کی پریشانی بُری معلوم ہوتی ہے۔ جن لوگوں کو کبھی پریشانی نہیں ہوئی ہو وہ دوسروں کی پریشانی کی کیا قدر کریں گے ؎

اے ترا خارے بپا نشکستہ کے دانی کہ چیست حال شیرانے کہ شمشیر بلا برسر خورند

یہ لوگ اگر خود پریشان ہوتے اور خود اون کے مشورہ پر اونہیں کو عمل کرنا پڑتا جب معلوم ہوتا۔ چونکہ کبھی پریشانی دیکھی نہیں ہے اس لیئے جو جی میں آتا ہے کہہ دیتے ہیں۔

(باقی آیندہ)

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی پریشان پر ملامت نہیں کی حضرت حنظلہؓ جب رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس بہت پریشان خاطر حاضر ہوئے آپ نے دریافت فرمایا کہ
کیا حال ہے تمہارا اے حنظلہؓ حضرت حنظلہؓ کہتے ہیں یا رسول اللہ میں منافق ہوگیا آپنے
فرمایا کیا بات ہے بیان کرو۔ آپنے عرض کیا کہ یا رسول اللہ جو قلب کی حالت آپ کی
حضور میں ہوتی ہے وہ غائبانہ نہیں رہتی اور طرح طرح کے خیالات دلمیں آتے ہیں حضور نے
فرمایا یا حنظلہؓ ساعتہ فساعتہ الی آخر الحدیث۔ دیکھئے وہ اپنے آپ کو حضور کے سامنے
منافق کہہ رہے ہیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اون کے ساتھ کیا برتاؤ کیا
آج لوگ مجھے یہ مشورہ دیتے ہیں کہ ایسے لوگوں پر سختی کیوں نہیں کرتے بالخصوص مصلحین
تو نہایت ہی افسوس ہے۔ کہ ان لوگوں کو فن سے بالکل ہی مناسبت نہیں اسکی تو وہی
مثل ہوئی کہ مرتے کو ماریں زندہ شاہ مدار (جامع کہتا ہے کہ جو آپ ہی مر رہا ہو اوسکو
گر مارا تو کیا مارا)

65 دیکھئے فقہاء صاف لکھتے ہیں کہ اگر کوئی شخص جان بوجھ کر بھی کبائر کا مرتکب ہو جاوے
اور ہوش و اختیار میں بھی ہو۔ مگر جب تک وہ اوسکو گناہ سمجھے گا کافر نہ ہوگا۔ اور نہ کسیکو
کافر کہنے کی مجال ہے۔ اور نہ اوسکی بیوی اوس کے نکاح سے علیحدہ ہوگی۔ آفریں ہے لوگوں پر
کہ ایک شخص خواب میں یا بے اختیاری میں اگر کوئی بات دیکھے یا زبان سے کہے اوسپر
کفر کا فتوے جاری کرتے ہیں اور ہمیشہ خود خواب میں احتلام میں مبتلا ہوتے ہیں
اور اپنے کو زانی نہیں کہتے۔ اور باوجود غسل و طہارت کے سب مسئلہ جاری کرتے ہیں

حضرت نے فرمایا کہ میرے استادؒ سے ایک طالب علم مولوی منظہر نامی نے بیان کیا
تھا وہ میرے ساتھ موجز میں شریک تھے انہوں نے مولنا سے رامپور کا ایک قصہ
بیان کیا کہ وہاں ایک شخص پر ایک حال طاری ہوا وہ اپنے کو ملحد اور زندیق سمجھتے
تھے اور خود صاحب سلسلہ بھی تھے مگر بیچارے فن نہیں جانتے تھے اسلئے وارد کی
حقیقت سے مطلع نہیں ہوسکے مولوی صاحب اوسوقت زندہ تھے یہہ صاحب
اون کے پاس گئے مولوی صاحب مثنوی شریف پڑھا رہے تھے اون صاحب

دریافت کیا کہ تم کون ہو اون صاحب نے کہا کہ میں شیطان ہوں مولنا نے فرمایا کہ اگر شیطان ہو تو لاحول و لا قوۃ الا باللہ وہ سیدھے اوٹھے ہوئے قیام گاہ کو چلے گئے اور سمجھ گئے کہ واقعی میں ایسا ہی ہوں تو پھر اپنے وجود ناپاک سے دنیا کو پاک کردینا چاہیئے اپنی ایک مرید سے کہا کہ میں اپنا گلا کاٹوں گا اگر کچھ باقی رہ جائے تو پھر تم صاف کردینا اوس بھلے آدمی نے بھی وعدہ کرلیا۔ چنانچہ انہوں نے حجرہ میں جاکر اپنی گردن کاٹ لی جب وہ مرچکے تو مرید نے کسی ترکیب سے کیواڑ کھولکر اندر دیکھا تو کام تمام ہوچکا تھا۔ کچھ حصہ کھال کا باقی تھا اوس نے اوسکو بھی صاف کردیا اس حالت میں اوسکو پولیس نے گرفتار کرلیا۔ نواب صاحب کے یہاں مقدمہ پیش ہوا اوسنے سارا واقعہ بیان کیا چونکہ اوسمیں مولنا صاحب کا بھی نام تھا اسلئے اونکو بھی بلایا اون سے دریافت کیا تو اونہوں نے کہا بے شک یہ واقعہ سچا ہے وہ میرے پاس گئے تھے اور یہ کہا تھا میرے نزدیک یہ شخص یعنے مرید سچا معلوم ہوتا ہے اسپر نواب صاحب نے اونکو چھوڑ دیا اسپر مولنا محمد یعقوب صاحب نے فرمایا کہ اون کو یہ جواب

۶۶ دینا چاہیئے تھا کہ کیا حرج ہے شیطان بھی تو اونہیں کا ہے تعلق ثواب بھی باقی رہا اس سے اونکی فوراً تسلی ہوجاتی اور اسپر حضرت والا نے فرمایا کہ خود مجھے صدہا احوال ایسے پیش آئے ہیں مگر اسکو تو میں ہی جانتا ہوں یا وہ جانتا ہے جسپر گذرتی ہے لوگ کیا جانیں اور یہ بھی فرمایا کہ خواب میں کبھی صورت مقصود ہوتی ہے اور کبھی معنے مقصود ہوتے ہیں امام اعظم صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دفعہ خواب دیکھا کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہڈیاں قبر سے اوکھاڑ رہا ہوں۔ حضرت ابن سیرینؒ سے اسکی تعبیر دریافت کی فرمایا کہ یہ شخص وارث نبوت ہوگا۔ یہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم ظاہر کرے گا اس سے تفتیش دین مراد ہے۔ اور فرمایا کہ اولیاء اللہ کی ہزاروں خوابیں ہیں۔

ایک شخص مولنا شاہ عبدالعزیز صاحبؒ کے پاس روتے ہوئے آئے حضرت نے فرمایا کیا بات ہے۔ اوس نے کہا میں نے ایسا خواب دیکھا ہے کہ مجھے اندیشہ ہے کہ میرا ایمان نہ جاتا رہے۔ حضرت نے فرمایا کہ بیان تو کرو اون صاحب نے کہا میں نے دیکھا ہے کہ قرآن مجید پر پیشاب کررہا ہوں۔ حضرت نے فرمایا یہ تو بہت اچھا خواب ہے

تمہارے لڑکا پیدا ہوگا - اور حافظ ہوگا - چنانچہ ایسا ہی ہوا - اور اون صاحب کی تسلی ہوگئی (جامع کہتا ہے) اسپر کوئی صاحب اون کے ارتداد کا فتوے نہیں لگاتے نہ حضرت نہ حضرت شاہ صاحب کو کسیکی مجال ہے کہ یوں کہیں کہ تنبیہ نہیں کی خیر ؎

تمکو آتا ہے پیار پر غصہ ہم کو غصہ پہ پیار آتا ہے

(۱۳۴) فرمایا جب حضور نے مدینہ طیبہ کو ہجرت کی ہے تو حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضؓ آپ کے ہمراہ ہوئے ہیں جب مدینہ پہونچے تو بغرض زیارت انصار جوق جوق آنا شروع ہوئے اور حضرت ابوبکر صدیق رضؓ سے مصافحہ کرنا شروع کیا چونکہ آپ کی عمر زیادہ معلوم ہوتی تھی اس لیے وہ لوگ یہ سمجھے کہ حضور یہی ہیں حضرت صدیق رضؓ برابر مصافحہ کرتے رہے اور انکار نہیں کیا کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سفر سے تھکے ہوئے تھے آپنے حضور کو تکلیف سے بچایا - جب حضور پر دہوپ آئی اور حضرت صدیق رضؓ نے حضور پر اپنی چادر سے سایہ کیا تب لوگ سمجھے کہ حضور یہہ ہیں حضرت یہہ ہے خدمت کا طریقہ یہ باتیں ہیں جن سے صحابہ کے علوم اور حضور کے ساتھہ خلوص معلوم ہوتا ہے آجکل ۶۷
لوگوں نے صرف جوتہ اوٹھا کر رکھدینے کا نام محبت رکھا ہے چاہے اوس سے تکلیف ہی پہونچے مگر اپنا دل راضی ہو جاوے

(۱۳۵) فرمایا کہ اگر کسی مرید میں کوئی بات خلاف شرع ہو اور شیخ اوسکی اصلاح نکرے تو میرے نزدیک وہ شیخ خائن ہے اور شیخ بنانے کے لایق نہیں جب سائلونکو شفا نہیں ہوتی تو کیوں اون کا راستہ کہوٹا کرے اِن لوگوں سے کوئی پوچھے تم کس مرض کی دوا ہو جب دوا ہی نہیں کرتے تو لوگونکو کیوں گمراہ کرتے ہو - وہ بیچارے تم کو امین جانکر تمہارے پاس آتے ہیں تم اون کے ساتھہ بددیانتی کرتے ہو - کیا لوگوں نے امانت صرف اسی کا نام رکھہ چھوڑا ہے کہ کسیکا روپیہ پاس رکھہ کر واپس کر دیا - حالانکہ طالبین اور ذاکرین اپنے کو ہمارے سپرد کر دیتے ہیں - اگر ہم اونکی تربیت میں کسی قسم کی کوتاہی کریں گے تو کیا ہم خائن نہوں گے - جب اون لوگوں نے اپنا دین وایمان تمہارے سپرد کر دیا پھر کیوں ان کی اصلاح نہیں کرتے - اور یہہ بھی فرمایا جو شخص ایمان میں خیانت

کررہا ہے وہ اور کونسی بات نہیں کرسکتا۔ اور اوس کا کیا اعتبار ہے جسکو ایمان کی پرواہ نہو وہ مال میں کیا وفا کرے گا۔ چنانچہ آجکل کے پیروں نے بہت سوں کے ایمان خراب کر رکھے ہیں۔ عام لوگوں کی کیا شکایت بلکہ بہت پُرانے پُرانے پیر ہیں۔ جنکو سب جانتے ہیں کہ یہ پیر ہیں مگر خلاف شرع ہیں اور کوئی پرسان حال نہیں کہ یہہ کیا کررہے ہیں۔ (جامع کہتا ہے کہ ہمنے بھی ایک پیر کو سُنا ہے کہ بخشی الاولیار کہلاتے ہیں اور حالت یہہ ہے کہ شراب تک نہیں چھوڑتے۔ چنانچہ ایک جگہ ایک بہت بڑے شخص ہیں مگر وہ دنیادار ہیں وہ بھی مے خوری کے مرض میں مبتلا ہیں اون کے یہاں جا کر مے نوشی ہوتی ہے اور صرف اِس غرض سے اون کے ہمراز بنے ہیں کہ لوگوں کو بہکا کر ان حضرات کا شکار کراتے ہیں۔

(۱۳۶) فرمایا دیوبند کے بعض لوگوں کا یہ خیال ہوا تہا کہ جب سے مدرسہ ہوا ہے ہم لوگوں پر غربت آگئی حضرت مولنا محمود حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہہ بات نہیں کہ مدرسہ تمہاری غربت کا سبب ہے بلکہ بات یہ ہے کہ پہلے تم لوگ خدا کے احکام کو نہیں جانتے تہے تو جرم میں بھی تخفیف ہوتی تہی۔ اب چونکہ تم مدرسہ کی وجہ سے احکام خداوندی کو جان گئے ہو اور جان جان کر عمل نہیں کرتے اِس لیئے تمپر خدا کا غصہ ہے۔ اگر عمل کروگے پہر خوشحال ہو جاؤگے اِس سے کوئی یہہ نہ سمجہے کہ اِس سے تو علم کا نہ پڑھنا ہی اچھا ہے تو جاہل رہنا خود ایک جرم ہے۔ دیکھو اگر کسی شخص کو کہانا کہا کر ہیضہ ہو جائے تو اوس سے یہہ لازم نہیں آتا کہ کہانا کہانا ہی چھوڑدو۔ ۶۸

(۱۳۷) فرمایا تہانہ بہون میں ایک خانصاحب حضرت حاجی صاحب کے پاس ہر روز دوپہر کے وقت آ بیٹھتے حضرت حاجی صاحب بہت ہی خلیق تہے سخت تکلیف ہوتی تہی مگر سب گوارا کرتے تہے آنکہوں میں نیند بہری ہوئی ہے اور بیٹھے ہیں جب اسی طرح کئی دن ہو گئے تو حضرت حافظ ضامن صاحب نے فرمایا کہ خانصاحب کہ آپ تو رات کو جورو کی بغل میں لیٹ کر سوتے ہو اور اب تک اپنے کام کاج کرتے رہتے ہو اور جب سب کاموں سے فارغ ہو جاتے ہو تو بزرگوں کو پریشان کرنے آجاتے ہو

(باقی آئندہ)

آپکو یہ بہی معلوم ہے کہ یہ رات کو کیا کام کرتے ہیں۔ ساری رات تو اپنی آنکھیں پہوڑیں اور دن کو آپسے باتیں کریں تو کیا یہ آدمی نہیں ہیں انکو آرام کی ضرورت نہیں خبردار اگر اب آئے تو ٹانگیں توڑ دوں گا۔ فرمایا ہر شخص کا مزاج حق تعالےٰ نے جدا جدا بنایا ہے۔ تفاوت مزاج کوئی بری چیز نہیں ہے۔ خیر ہونی چاہیئے شرارت نفس نہو اور اوسکی پہچان یہ ہے کہ جب ہم کسیکو مسئلہ بتلادیں اور لوگ اوسپر ہم کو سخت سست کہیں اور ہمکو غصہ آوے تو یہ معلوم کرنا چاہیئے کہ یہ گستاخی اگر دوسرے شخص کے ساتہ اوس کے مسئلہ بتلانے پر کی جاوے تو تب بہی غصہ آتا یا نہیں۔ اگر غصہ آتا تب تو یہ خدا کے واسطے ہے اور اگر دوسرے کے لیے نہیں آتا تو محض نفس کی شرارت ہے اور یہ شفقا غیظ ہے ورنہ مسئلہ تو دونوں جگہ وہی ہے۔ اگر غیظ کا سبب رد حق ہے تو دونوں جگہ ہونی چاہیئے۔ اسیطرح اگر خوشی ہو تو اوسکی یہی پہچان ہے کہ اگر خوشی کی وہ ہی بات دوسرے کو حاصل ہو تب بہی خوشی ہوتی ہے یا نہیں۔

(۱۳۸) فرمایا جو لوگ حالات کو قال سے سمجہنا چاہتے ہیں یہ اونکی سخت غلطی ہے کیونکہ حالات میں بہی کچہ مبادی حالیہ ہوتے ہیں بدون اون کے پیدا ہوئے کیونکر سمجہ ٦٩
میں آسکتے ہیں۔ میں نے اپنے بچپن میں ایک چہوٹی سی کتاب دیکہی تہی اوسمیں لکہا تہا کہ کسی لڑکی نے اپنی سہیلی سے دریافت کیا کہ شادی ہونے کے بعد کیا ہوتا ہے۔ وہ ہمیں بہی بتاؤ اوس کتخدا شدہ نے جواب دیا کہ تم جب مجہ جیسی ہوجاؤ گی خود جان لوگی ؎

بیاہ یونہیں جب تمہارا ہووے گا جب مزہ معلوم سارا ہووے گا

(۱۳۹) فرمایا ایک شخص کا خط آیا ہے۔ انہوں نے قنوت نازلہ کے بارہ میں دریافت کیا ہے کہ آجکل یہہ نماز میں پڑہنی چاہیئے یا نہیں اور اگر پڑہیں تو ہاتہہ چہوڑ کر پڑہیں یا ہاتہ باندہکر اور آسمان کی طرف ہاتہہ اٹہاویں یا نہیں۔ مینے اونکو جواب لکہا ہے بہلا ایسا جواب کیا کسیکو پسند آوے گا۔ مگر اسکی حقیقت تو میں ہی جانتا ہوں آپنے قنوت نازلہ میں تو استفسار کیا جو چنداں ضروری نہیں اور رذائل نفس کے متعلق کچہ نہ پوچہا جو نہایت ضروری ہیں اور اس کے بعد فرمایا کہ یہہ شخص ایک کم قوم کے ہیں انہوں نے باہر جاکر اپنے کو سید ظاہر کیا اور نام بہی بدل دیا مجہے معلوم ہوا تو مینے سمجہا یا کہ اب مجہ سے تعلق رکہنے کی یہہ صورت ہے

کہ جہاں اپنے کو سیّد ظاہر کیا ہے وہاں جامع مسجد میں علی الاعلان اپنی قوم کو ظاہر کرو پھر اوس کے بعد جو کچھ پوچھوگے بتلاؤں گا اونہوں نے مجھے لکھا کہ میں نے ظاہر کر دیا ہے میں نے اپنے ایک دوست سے معلوم کیا تو غلط ثابت ہوا خیر اگر یہ لکھدیتے کہ مجھ سے نہیں ہوسکتا تو کچھ مضائقہ نہیں تھا انہوں نے مجھ سے جھوٹ بولا اور اب جو خط قنوت کی تحقیق کے لیے بھیجا ہے اوسمیں بھی چالاکی کی ہے کہ نہ اصلی نام لکھا اور نہ وہ نام لکھا جواب رکھا ہے۔ بلکہ اور ایک تیسرا نام لکھا پہلے تو میں بالکل نہیں سمجھا مگر جب جواب لکھنا شروع کیا تو سمجھ میں آگیا کہ یہ وہ شخص ہیں اسلئے ایسا جواب لکھا تو اب رہی یہ بات کہ جواب سے اور سوال سے کیا مناسبت ہے تو اس کا ثبوت کلام اللہ میں موجود ہے کقولہ تعالیٰ۔ یسئلونک عن الاھلۃ قل ھی مواقیت للناس کہ سوال تو کرتے ہیں چاند کے گھٹنے بڑہنے کی علت سے اور جواب ملا ہے اسکی حکمت وفائدہ کا مطلب یہ ہے کہ علت سے سوال مت کرو۔ فائدہ دیکھو تو جو جوڑ یہاں ہے وہی میرے جواب میں ہے۔ حاصل یہ ہے کہ ضرورت سے سوال کرو۔

(۱۴۰) فرمایا کہ ایک شخص کا خط آیا ہے انہوں نے لکھا ہے کہ میرے اوپر قرضہ بہت ہوگیا ہے ہمیشہ دعائیں کرتا ہوں مگر ایک نہیں قبول ہوتی قرآن میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی دعا قبول کرتے ہیں حالانکہ میری دعا قبول نہیں ہوتی سخت پریشان ہوں آپ ہی دعا کر دیجئے آپ اللہ کے نیک بندہ ہیں۔ میں نے لکھا ہے کہ توبہ کرو اللہ تعالےٰ نے تو شیطان تک کی بھی دعا قبول کرلی کہ قیامت تک کے لیے عمر دیدی اور فرمایا کہ لوگوں کو اس سے دہوکا ہوتا ہے انی اجیب دعوۃ الداع اذا دعانِ چونکہ یہ مطلق ہے۔ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت سے جواب دیا ہے بل ایاہ تدعون فیکشف ما تدعون الیہ ان شاء کہ اس کے ساتھ مقید ہے اگر خدا چاہے گا اور مناسب ہوگی تو قبول ہوگی دوسری بات کہ کچھ امور تو ایسے ہوتے ہیں کہ اون میں بندہ کے اختیار و کوشش کو دخل ہے اور کچھ ایسے امور ہیں جنمیں بندہ کے اختیار و کوشش کو دخل نہیں تو جن امور میں دخل ہے انمیں کوشش کے ساتھ دعا کرنیسے برکت ہوتی ہے تنہا دعا سے کچھ نہیں ہوتا جیسے کوئی اولاد کیوا سطے دعا کرے اور نکاح نہ کرے تو ہرگز دعا قبول نہ ہوگی۔

اور جو امور غیر اختیاری ہیں جیسے کہ بارش تو دعا قبول ہو جاتی ہے جو ان کے مصلحت کے خلاف نہو یہ تو ہمارا بھی محاورہ ہے جیسے کہ بچوں سے خوش ہو کر کہدیتے ہیں جو تم مانگو گے وہ ہی دیں گے تو کیا وہ سانپ یا سنکھیا مانگے تو کیا دیدیں گے مطلب یہ ہوتا ہے کہ جو چیز بچہ کے مناسب ہوگی وہ دیدیں گے ہاں یہ تفصیل امور دنیاوی میں ہے آخرت کے متعلق جو سوال کرے گا وہی عنایت ہوگا کیونکہ وہ مقصود بالذات ہے۔

(۱۴۱) ایک کم سن بچے نے بعد عصر ۲۲ رجب کو حضرت والا کی خدمت میں ایک پرچہ پیش کیا جسمیں اپنی مظلومیت کا اظہار کیا تھا حضرت والا نے اوس کے حالات سنکر اون دو شخصوں کو بلایا جو اس پر ظلم کرتے تھے اونمیں ایک نابینا حافظ تھے جو اس بچہ کو اپنے وطن سے ملازم رکھکر اپنی خدمت کے لیے لائے تھے اور ایک مولوی صاحب کہ جو بہت مدت سے اپنی اصلاح باطنی کے لیے خانقاہ میں مقیم ہیں کہ یہ دونوں مجھپر ظلم کرتے ہیں حافظ جی کہانے کو نہیں دیتے فقط ۲۔ روٹی دیتے ہیں اور مجھے سخت مار بھی دیتے ہیں۔ اور وہ مولوی صاحب بھی حافظ جی کو سکھلاتے ہیں اور خود بھی مارتے ہیں اور کئی شخص بطور گواہ ۱۷
کے بلائے جو اپنی آنکھوں سے ان کے جور دیکھ چکے تھے اون سے ان دونوں صاحبوں کے سامنے شہادت لی اب حافظ جی سے دریافت کیا کہ حافظ صاحب آپ اس بچے پر کچھہ زیادتیاں کرتے ہیں حافظ جی نے کہا کہ اوس میں چوری کا مرض ہے۔ حضرت نے فرمایا میں یہ نہیں پوچھتا کہ اس کے اندر کیا مرض ہے میں تو یہ دریافت کرتا ہوں کہ تمہارے اندر بھی یہ مرض ہے یا نہیں کہ تم اسپر ظلم کرتے ہو نصف خوراک کہانا دیتے ہو۔ جب حافظ جی نے صاف جواب نہ دیا تو لڑکے سے کہا کہ تو بتلا سچ سچ کیا بات ہے کسی سے نہ ڈرنا اوس بچے نے کہا کہ مجھے روٹی کم دیتے ہیں اور مارتے ہیں اور مولوی صاحب بھی مارتے ہیں اب حافظ جی سے پوچھا کہ حافظ جی بتلاؤ کہ یہ ٹھیک کہتا ہے یا نہیں حافظ جی نے کہا ٹھیک کہتا ہے فرمایا پھر کیوں مارتے ہو اسے اور روٹی پیٹ بھر کے کیوں نہیں دیتے کیا تمنے یہ شرط ٹھیرالی تھی کہ پیٹ بھر کے روٹی نہیں دونگا حافظ جی نے کہا کہ ہم نے روٹی کم کردی تاکہ چوری کا مرض جاتا رہے فرمایا ارے عقل کے دشمن اس سے تو

اور مرض بڑہے گا کہ جب بہوکا ہوگا چوری کرے گا نیز آپنے یہ چوری کا علاج کسی شرعی
دلیل سے تجویز کیا ہے یا اپنے کسی عالم سے دریافت کیا تہا اور مارنے کو بھی آپ نے چوری
کی سزا کہاں سے تجویز کی ہے اور فرمایا کہ ظالم خدا کا خوف نہیں رہا آنکھیں تو پہوٹ گئیں
دل بہی اندھا کرلیا اب مولوی صاحب سے پوچھا کہ مولانا آپ نے اِس لڑکے کو کیوں
مارا آپ کا کیا قصور کیا تہا آپ کو کیا حق تہا اونہوں نے کہا کہ جی یہ چوری کیا کرتا تہا فرمایا
کیا آپ کا کچھ چرایا تہا فرمایا میرا تو نہیں فلاں صاحب کا حلوہ کہا لیا تہا۔ حضرت نے
فرمایا کہ آپ کو کیا حق تہا اگر کچھ کہتے تو وہ کہتے جاؤ دور ہو جاؤ ابہی خانقاہ سے چلے جاؤ
اور اندہے تو بہی نکل اور پہر فرمایا جاؤ ابہی یہاں سے دور ہو جاؤ دونوں (لے نیاز)
پہنکدو ان کا اسباب ابہی نکالدو اور حافظ جی سے کہا کہ جاؤ ابہی اس لڑکے کا کرایہ لاؤ
(مظفر پور کا) ہاں یہ بچہ ہے اکیلا نہیں جا سکتا دو آدمیوں کا کرایہ لاؤ اور اگر بارہ برس کا نہیں ہے
تو نصف کرایہ اس کا اور ایک شخص کا جو اوسکو پہونچا کر واپس آوے اسے کرایہ دو اور
اگر بارہ برس کی عمر ہے تو ۲۔ کرایہ لاؤ ہم اپنے اہتمام سے پہونچا دیں گے اور لڑکے سے خطاب ۴۷
کرکے کہا کہ تم آج سے ہمارے یہاں کہانا کہایا کرو اور نیاز میرے سامنے کہلایا کرو اور یہ بہی
فرمایا کہ ان کمبختوں کو فقط ہاتہ کرنی آتی ہے یا بیٹھکر تسبیح گھمانی خدا کا خوف ذرا دل میں نہیں
میں سچ کہتا ہوں کہ اللہ سے محبت رکہنے والا تو کسی کافر۔ کسی۔ (بلی) کے ساتہ بہی ان
مظالم کو گوارا نہ کرے گا اور ایسے آزاد بنتے ہیں مجھے تو اسقدر حافظ جی پر غصہ نہیں کہ یہ معذور
ہیں مگر مولانا کو کیا ہوا ہے پڑھ لکھ کر سب ڈبو دیا حافظ جی چونکہ معذور تہے اس لیے حضرت نے اونکو
۱۵ یوم بیٹھنے کی اجازت دی کہ اسمیں اپنا انتظام کرلو اور جاؤ۔ دوسرے دن مجلس میں حافظ جی کو
حضرت نے نہ دیکھا تو حاضرین میں سے ایک شخص سے فرمایا کہ آج حافظ جی نہیں آئے اون صاحب نے
کہا کہ وہ خوف کی وجہ سے نہیں آئے کہ شاید میرے جانے سے حضرت کو تکلیف ہوگی تو حضرت نے فرمایا کہ جب
میں نے اونکو ۱۵ یوم کی اجازت دیدی ہے اوسکا تو یہی مطلب ہے کہ ان دنوں میں آکر سنا کریں بعد میعاد البتہ اونکو
نہیں آنا چاہیے ہاں ان مولوی صاحب کو ہرگز تشریف لانے کی اجازت نہیں کیونکہ ان کو ایکدن بہی اجازت
نہیں ہے اوس کے بعد حضرت والا حافظ جی کو مظالم اور بخل کی برائیاں سمجہاتے رہے۔

(باقی آیندہ)

(۱۴۲) فرمایا کہ اہل بدعت اور جملہ غیر اللہ کی عبادت کرنیوالونکی ایسی مثال ہے جیسے شیطان کی کہ کمبخت نے حضرت آدم علیہ السلام کو تو سجدہ بہی نہیں کیا حالانکہ یہ حکم خداوندی تہا اور اون کی اولاد سے زنا اور اغلام کراتا ہے اور عار نہیں آتی اس بیحیائی کا بہی کوئی ٹہکانا ہے سجدہ کرنے میں تو آپ کو خاک ونا یاد آئے اور پہر اوس خاک کے نیچے آپڑتا ہے اوسکا کچہ بھی خیال نہیں۔ اسیطرح اہل دنیا کی حالت ہے کہ خداوند تعالیٰ کے تو خلاف کرتے ہیں اور اوس کے ادنی ادنے مخلوق کے سامنے سجدہ کرتے پہرتے ہیں مساجد میں سجدہ کرنیسے عار آتی ہے اور مقابر پر جا کر ناک رگڑتے ہیں بہت سے رئیسونکو دیکہا ہے کہ وہ مسجد میں آنا اپنی حقارت سمجھتے ہیں اور قبروں کی خاک اپنے منہ کو ملتے ہیں زکوۃ دینے میں دم نکلتا ہے اور ڈوم میراسی طوائفوں میں خوب خرچ کرتے ہیں اور خوش ہوتے ہیں اہل اللہ سے نفرت کرتے ہیں اور شیاطین کا اتباع کرتے ہیں انبیاء پر طعن اور ساحروں پر اطمینان کرتے ہیں بلی سے خوف اور شیر سے بیفکری خالق بے نیازی اور مخلوق کی غلامی کرتے ہیں انکی وہی مثال ہے جو مولانا روم نے فرمائی ہے

شعر۔ دست بوسی چوں رسید از دست شاہ　　　پائے بوسی اندراں دم شد گناہ

اور اسپر اپنے کو جنید وقت اور شبلی دوران سمجھتے ہیں ایسے ولیونکی بعینہ وہ حالت ہے جبکہ مولانا نے فرمایا ۷۳

کار شیطان میکنی نامت ولی　　　گر ولی این است لعنت بر ولی

حرف درویشان ونکتہ عارفان　　　بستہ اند ایں بیحیایان بر زباں

علم التصوف کی اصطلاحیں یاد کرلی ہیں اور مطلب خاک نہیں سمجھتے اسکے بعد حکایت بیان فرمائی کسی بزرگ نے شیطان سے کہا کہ کمبخت بڑا بیحیا ہے اور بڑا بے عقل ہے تو نے تو ہمارے باپ کو سجدہ بہی نہیں کیا اور انکی اولاد سے زنا کراتا ہے۔

(۱۴۳) فرمایا کہ بعض لوگونکو بدون سختی کے شفا نہیں ہوتی یہہ میرا بارہا دفعہ کا مشاہدہ ہے اب لوگ مجہے سخت کہتے ہیں اب بتلائیے جب مجہے پورا یقین ہو جائے کہ بدون سختی کے فلاں شخص کا مرض نہیں جائیگا تو میں سختی نہ کروں تو یہ خیانت ہے یا نہیں چنانچہ ایک شخص حضرت والا کے پاس آیا کہ حضرت میرا جی عیسائی ہونیکو چاہتا ہے حضرت والا نے اون کے ایک چپت رسید کیا کہ منہ پہر گیا اور دوسرا دوسری طرف اور فرمایا کہ آپکا خدا ہونیکو کیوں نہیں دل چاہتا ہے کمبخت عیسائی ہوکر تو غلام رہے گا خود عیسیٰ ہی کیوں نہیں بنجاتا اور عیسیٰ ہو کر بہی پہر خدا کی غلامی کرنی پڑے گی خدائی کا دعوی ہی کیوں نہیں کرتا اور پہر ایک لات رسید کی کہ جا دور ہو یہاں سے وہ خانقاہ سے نکلکر بہاگنے لگا تو ڈانٹ کر فرمایا کہ باہر کو کیوں جاتا ہے مسجد میں کیوں نہیں جاتا وہ شخص خوف زدہ ہوکر مسجد میں جا بیٹھا تہوڑی سی دیر کے بعد خود آکر کہا کہ میری کل خبط جاتی رہی

اور تسکین ہوگئی اس کے بعد ایک حکایت بیان فرمائی کہ ایک شخص اپنی نیک بیوی کو چھوڑ کر ایک بازاری عورت کے پاس جایا کرتا تھا حالانکہ بیوی بہت حسین اور خدمتگزار بھی تھی مگر یہہ ایک نہ سنتا تھا اس بیوی نے سوچا کہ آخر یہہ کیا بات ہے ہم بھی تو معلوم کریں اوسمیں وہ کونسی خوبی کی بات ہے جو ہم میں نہیں معلوم ہوا کہ وہ نخرے کیا کرتی ہے اور جب اس کے یہاں جاتے ہیں تو دس بیس گالیاں سنا دیتی ہے اور دو چار پاپوش لگا دیتی ہے جب گھر آئے تو اون بیوی سے کچھہ کام کو کہا اون بیوی نے اول تو خوب گالیاں سنائیں اور پھر جوتہ لیکر مارا بس سیدھے ہوگئے اور کہا کہ اب سب نعمتیں گھر موجود ہوگئیں اب کہیں نہیں جائیں گے۔

(۱۴۴) فرمایا لوگ مجذوبوں کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں اور بہت معتقد ہیں اور ہر مجنون کو مجذوب سمجھتے ہیں حالانکہ یہ ضروری نہیں ہے کہ ہر مجنون مجذوب ہی ہوا کرے ہاں ایک نکتہ ہے جسکی وجہ سے لوگ مجذوبوں کے طالب ہیں وہ یہہ ہے کہ مجذوب جو کچھہ کہدیتا ہے وہی ہوجاتا ہے حالانکہ اوس کے کہنے سے نہیں ہوتا ہے وہی منجانب اللہ ہوتا ہے یعنی جب کوئی کام منجانب اللہ ہونیوالا ہوتا ہے تو اونکو اس کا انکشاف ہوجاتا ہے نہ کہ وہ کام ان کے کہنے کیوجہ سے ہوتا ہے بلکہ انکا کہنا اسی کیوجہ سے ہوتا ہے اگر یہہ نہ بھی کہتے تو تب بھی ہوتا اوسکی ایسی مثال ہے جیسے تار بابو کے پاس تار آتا ہے اور وہ اوسکو لکھکر لوگوں کو تقسیم کر دیتا ہے تو مطلب یہ ہرگز نہیں ہے کہ وہ جو چاہتا ہے وہ خبر دیتا ہے بلکہ
۷۴ اوس کے پاس دوسری جگہ سے خبر آتی ہے اور اوسکو لکھکہ تقسیم کر دیتا ہے اوسمیں اونکو دخل نہیں اگر اسپر یہ آمد نہو تو پھر کچھہ نہیں لکھہ سکتا اب اگر کوئی اپنی بیوقوفی سے تار بابو کو مٹھائیاں اور نذرانہ پیش کرنے لگے تو اسمیں کسیکا کیا نقصان ہے اور اس بیوقوفی کا کیا علاج یہہ لوگ یوں سمجھتے ہیں کہ یہ خبریں بابو کے اختیار میں ہیں خواہ اچھی خبریں دیں خواہ بُری خبریں دیں حالانکہ بابو کو اوسکے اخفاء و اظہار میں کوئی دخل نہیں بلکہ تم اگر اسکو برا بھی کہو گے تب بھی وہ اسمیں کمی زیادتی نہیں کرسکتا غرضکہ مجذوب وغیرہ کے قول کا کچھہ اثر نہیں ہوتا لوگ ناحق اپنا وقت خراب کرتے ہیں دعا تو سالک سے کرانی چاہیئے کہ اونکی دعا کا اثر ہوتا ہے اور وہ خلاف انکشاف بھی دعا کر سکتے ہیں بخلاف مجذوب کے کہ اونکو اسکی اجازت نہیں ہوتی کیونکہ اونکو بوجہ نقصان حال اس انکشاف کا یقین ہوگیا ہے اور سالک کو بوجہ کمال حال کشف کا یقین نہیں ہوتا۔

(۱۴۵) جاہل صوفی روزہ نماز کو فضول اور وظائف و اذکار کو اصل کہتا ہے حالانکہ ذکر و شغل بلکہ حج روزہ نماز زکوۃ کے سب کے فائدہ ہے کیونکہ ذکر و شغل تو روزہ نماز کی تقویت کے لئے ہیں اصل میں یہ ارکان تو بمنزلہ پودوں کے ہیں اور ذکر و شغل بمنزلہ پانی اب اگر کوئی احمق پودوں کو کہود کر پھینکدے اور پانی برابر جاری رکھے تو اس احمق کے بارے میں کوئی کیا حکم لگاویگا ظاہر ہے۔ الحمد للہ ملفوظات ملقبہ بہ مزید المجید تمام ہوئے۔

احادیث تصوف کی کسوٹی

یعنی

التشرف بمعرفۃ احادیث التصوف

آجکل خصوصیت سے تصوف کے بارہ میں جو افراط و تفریط ہو رہی ہے اسکی اصلاح امام العلماء رئیس الاتقیاء محی السنۃ طبیب الملۃ سراج الملۃ حکیم الامۃ مولٰنا شاہ **محمد اشرف علی** صاحب تھانوی مدفیوضہم نے ہمیشہ خاص توجہ مبذول رکھی ہے اصول و احکام تصوف ثابت فرماکر منکرین کو انکی تعمیل پر آمادہ کیا کم ہمتوں کے واسطے آسان سے آسان طریق تجویز کرکے تسہیل فرمادی ناقصوں کو تکمیل طرف توجہ دلائی۔ غلو کرنے والوں کو تعدیل کا امر فرمایا۔ غرض ہر شخص پر مواعظ و مضامین ملفوظات وغیرہ ہر طریقہ کیساتھ حجت تمام کردی جیسا کہ حضرت مولانا موصوف دام ظلہم العالی کی تصانیف سے مستفید ہونے والے حضرات پر خوب روشن ہے خاصکر جن لوگوں نے التکشف اور اور تربیۃ السالک کلید مثنوی اور مواعظ کو دیکھا ہوگا اون کے سامنے کسی کتاب کی خوبی بیان کرنیکے لیے اس سے زیادہ ضرورت نہیں ہے کہ مولنا موصوف کی تصنیف ہونا ثابت کردیا جائے۔

اسوقت یہ ایک نئی تالیف چھپی ہے اسلیئے شائقین کی اطلاع کے لیئے اعلان کیاجاتا ہے علامہ موصوف نے اس مرتبہ کتاب میں تصوف سے تعلق رکھنے والی حدیثوں کی تحقیق فرمائی ہے جن حدیثوں کا صحیح ہونا معلوم ہوکر منکرین تصوف کا انکار کافی ہوجاتا ہے اور جو روایت در اصل حدیث نہ تھی بلکہ کسی بزرگ کا قول تھا اور غلطی سے عوام نے اسکو حدیث مشہور کردیا ہے اسکی اصلیت ظاہر فرمانے کے ساتھ ہی یہ بھی تحریر فرمادیا ہے کہ بزرگوں کا یہ قول فلاں دلیل شرعی سے ثابت ہے اصل کتاب عربی میں ہے۔ دوسرے کالم میں خود حضرت مؤلف سلمہ ہی کا ترجمہ ہے اس صورت سے ہر طبقہ کے لیے نفع عام اور تام ہوگیا ہے + اس نایاب ذخیرہ کو شائقین تصوف جلد از جلد منگاکر حرز جان بنائیں اور منکرین تصوف بھی ضرور اسکو ملاحظہ کرکے اپنی علمی و عملی غلطی کو زائل کریں ضخامت ۴۷۱ صفحات قیمت ایک روپیہ محصول ڈاک چار آنے۔

المشتہر محمد عثمان تاجر کتب دریبہ کلان دہلی

اکمال الشیم

دوسری بار نئی خوبیوں کے ساتھ طبع ہوئی ہے

اس لاجواب کتاب کی تعریف میں اس سے زیادہ کچھ کہنے کی حاجت نہیں کہ یہ کتاب الحکم کی بےنظیر شرح ہے جسکے مصنف شیخ ابن عطاء اللہ اسکندری ہیں جنکی جلالت عظمت و حکمت پر صوفیہ کرام کا اتفاق ہے اصل کتاب عربی میں تھی جسکی تبویب شیخ علی متقی مصنف کنز العمال رحمۃ اللہ علیہ نے فرمائی اور حضرت اقدس قطب العارفین رئیس السالکین مقدم العلماء الراسخین مولانا الحافظ الحاج شاہ خلیل احمد صاحب سہارنپوری مہاجر مدنی قدس سرہٗ نے اعلیٰحضرت شیخ العرب والعجم قطب العالم حضرت حاجی شاہ امداد اللہ صاحب مہاجر مکی قدس سرہٗ کے ارشاد سے اردو میں ترجمہ فرمایا پھر مولانا الحافظ الحاج مولوی محمد عبد اللہ صاحب گنگوہی نے اسکی مفصل شرح فرمائی اور حضرت اقدس حکیم الامۃ المحمدیہ مجدد الملۃ الاسلامیہ مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی دامت برکاتہم نے اسکو بہت پسند فرماکر خانقاہ امدادیہ کے درس سلوک میں داخل فرمایا اور سالکین کو بھی اسکے مطالعہ کا حکم فرماتے ہیں!

علاوہ کتاب کے فی نفسہ مفید ہونیکے ایک خصوصیت اس میں یہ ہے کہ گو اسکی شرح میں عربی شرح سے مدد لیگئی ہے جسکو شارح نے دیباچہ میں ظاہر کیا ہے لیکن زیادہ تر امداد حضرت اقدس حکیم الامۃ مولانا تھانوی مدظلہم کی تحقیقات تقریر و تحریر سے ہی لیگئی ہے جیسا کہ مراجعت ماخذ سے معلوم ہو سکتا ہے منتسبین حضرت حکیم الامۃ کے لیے اسکو داخل درس کرانی چاہئے بڑی وجہ یہی ہے اس بنا پر حضرت حکیم الامۃ مجدد الملۃ کے افادات کے شائقین کو خصوصیت کیساتھ اس طرف متوجہ ہونا چاہئے اور طبع ثانی میں تتمیم فائدہ کے لیے آخر میں حضرت والا کے چند خاص افادات کا مجموعہ ملقب بہ السبیل لعابری السبیل بھی اضافہ کردیا گیا ہے جس میں تصوف کا نہایت جامع مانع خلاصہ اور نہایت ہی سہل طریق عمل ارشاد فرمایا ہے جو قریب قریب تمام مطولات سے مغنی ہوگیا ہے۔

قیمت:- ایک روپیہ چار آنے (عہ) محصول ڈاک بذمہ خریدار

المشتہر محمد عثمان تاجر کتب دریبہ کلاں دہلی

آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائے گا۔

کتب خانہ
جامعہ عثمانیہ

۱- اراکین مجلس اعلیٰ، مجلس رفقا، مجلس انتظامی، مجلس تعلیمات و نصاب بیک وقت پانچ کتابیں ایک ماہ کے لیے اپنے پاس رکھ سکیں گے۔

۲- اساتذۂ جامعہ عثمانیہ و کلیہ جات ملحقہ و [illegible] عہدہ داران [illegible] و اراکین دار الترجمہ دس کتابیں ایک ماہ کے لیے اپنے پاس رکھ سکیں گے۔

۳- طلبا میں جن کا نام درج شدہ ہو دو کتابیں لے سکتے ہیں۔ اور ایم اے [illegible] کے طلبا تین کتابیں ایم اے، ال ال بی و تحقیقاتی جماعتوں کے طلبا پانچ کتابیں دو ہفتہ کے لیے اپنے پاس رکھ سکیں گے۔

۴- مدت مقررہ پر کتابیں واپس نہ ہوں تو [illegible] ایک آنہ یومیہ فی کتاب جرمانہ لیا جائے گا۔

۵- ہر نوع کی کتابیں گم یا خراب ہو جائیں تو ان کی جگہ [illegible] یہ کتب خانہ کی کتاب کا لوٹانا لازم ہے۔ یہ کتابیں گم یا خراب ہو جائیں تو [illegible] عائد ہوگی۔

۶- کتابوں پر کسی قسم کا نشان بنانا یا [illegible] ممنوع ہے۔

۷- قلمی نسخے اور حوالے کی کتابیں جاری نہیں کی جائیں گی۔ فقط